عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ
انٹرنیشنل

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE

جلد نمبر ۸ | شمارہ نمبر ۳۲

صبر وشکر کا بیان

حضرت مولانا

محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

کا ایک اہم خطبۂ جمعہ

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی چند کرامات

عالمی مجلس کے راہنماؤں نے

ذکری ملائی کے مناظرے کا چیلنج قبول کرلیا

ذکری ملائی راہِ فرار اختیار کرگیا

تاجدار ختم نبوت صلعم کی مقدس سیرت کی چند جھلکیاں

بایزید انصاری ایک مدعی نبوت کی داستان

قادیانی کھاتے پاکستان کا ہیں اور گاتے قادیان کا ہیں

آپ کے مسائل

ترتیب: مولانا منظور احمد الحسینی

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

بایزید انصاری کون ہے؟

حاجی محمد برکی کراچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک لٹریچر الہامی گرگٹ کے آخری صفحہ پر جھوٹے مدعی نبوت والوں کا نام تفصیل تفصیل سے درج ہیں۔ ان کے شمار نمبر ۴۳ پر ایک نام بایزید انصاری ہے اس نام کو دیکھ کر دل میں کچھ شک ہوا۔ کہ ہمارے پٹھانوں میں ایک آدمی بہت مشہور ہے۔ کوئی اس کو پیر روشن اور کوئی پیر تاریک کہتا ہے۔ اس کا اپنا نام اور زندگی جناب کے سامنے ہے۔ بایزید انصاری والقاضی عبداللہ والشیخ محمود اس کا تعلق پٹھانوں کے ایک قبیلہ ارمڑے تھا۔ جو افغانستان سے آکر شمالی وزیرستان کانی گرم اور صوبہ سرحد میں آباد اس قبیلہ کے کچھ لوگ پشاور کے گردونواح میں بھی موجود ہیں۔ اس کے والد نے کانی گرم سے ہجرت کی۔ اور جالندھر میں رہائش اختیار کی۔ وہاں پر اس کی شادی حاجی ابوبکر کی لڑکی امینہ سے ہوئی۔ ۹۳۱ھ میں بایزید کی ولادت ہوئی۔ بابر حکمران کے دور بابر کی فوج نے جالندھر پر حملہ کیا۔ تو یہ لوگ تو یہ لوگ واپس کانی گرم آیا۔ اس کی متعدد کتابیں اب بھی موجود ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔ خیرالبیان ۲۔ فخرالطالبین۔ ۳ سرالتوحید، مقصود المومنین وغیرہ۔ بندہ کے پاس جو کتاب موجود ہے۔ وہ خیرالبیان ہے۔ بایزید انصاری وحدت وجود کا قائل تھا۔ اس وجہ سے جناب پیر بابا اور ان کو کافر کہا۔ ان دونوں نے ان پر الزام لگایا تھا کہ بایزید نے مہدیت کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن اس وقت کی عدالت میں اس نے اپنا صفائی پیش کی۔ کہ نہیں میں مہدی نہیں ہوں۔ بلکہ میں ہادی ہو۔ کتاب کے صفحہ نمبر ۱۳ پر اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاتم الانبیاء تحریر کیا ہے۔ لیکن یہ پہلے اپنے آپ کو پیر کامل کہا کرتا تھا۔ اور اس نے سرود کھانے کو تین قسمو میں تقسیم کیا تھا۔ اور ایک قسم سرود کو جائز کہتا تھا۔ اس نے مغل حکمرانوں کے ساتھ بہت سی لڑائیاں کی تھیں۔ اور اس نے مرنے کے بعد ان کے بڑے لڑکے شیخ نے مغل حکمرانوں سے لڑائیاں لڑیں۔ ان کی کتاب سے دعوہ نبوت کسی بھی جگہ پر ثابت نہیں ہے۔ لیکن پٹھانوں میں کچھ لوگ اس کو برا اور کچھ لوگ اچھا سمجھتا ہے۔ ان کی وفات ۹۸۰ھ میں ہوئی۔ وفات اور ولادت کی تاریخ میں کچھ رد و بدل ہے۔ مولانا صاحب آپ اس بات کی فوری وضاحت کریں۔ کیا یہ دونوں الگ الگ ہیں۔ یا یہی بایزید ہے۔ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ جیسا کہ ختم نبوت والوں نے اس کے ساتھ لکھا تھا۔ اس مسئلہ کا حل فرمایا جائے

ج:۔ مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری نے "ائمہ تلبیس" میں بایزید بن عبداللہ انصاری کے جو حالات ذکر کئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی بایزید انصاری ہے۔ جس کا ذکر آپ کر رہے ہیں۔ "آئمہ تلبیس" کا متعلقہ حصہ ختم نبوت میں الگ شائع کیا جا رہا ہے

تین طلاقیں ہوگئیں

حافظ ارشاد احمد - ظاہر پیر

"آپ کے مسائل" ہفت روزہ ختم نبوت کراچی بندہ عفا اللہ عنہ خصوصیت سے مطالعہ کرتا ہے ہفت روزہ ختم نبوت کراچی مجریہ ۶ تا ۱۲ جولائی ۱۹۹۰ء جلد نمبر ۹ شمارہ نمبر ۶ صفحہ ۲ پر تیسرے نمبر پر بعنوان "طلاق" محمد مسلم رحیم یار خان نظر سے گزری اس کے بارے بندہ راقم عفا اللہ عنہ عرض گذار ہے کہ طلاق نے یہ طلاق مجھ سے لکھوائی ہے جس کی مختصراً تفصیل یہ ہے کہ طلاق میرے پاس ایک مہینہ وقفہ وقفہ سے آتا رہا کہ میری بیوی بدکار ہے مجھ سے علیحدہ ہے نافرمان ہے وغیرہ وغیرہ میں تنگ ہو گیا ہوں میں اس کو تین طلاقیں دینا چاہتا ہوں مجھے طلاق لکھ دیں میں سخت مجبور ہوں رات کو نیند نہیں آتی راقم اس کو سمجھاتا رہا کہ طلاق نہ دو مگر وہ مسلسل آتا رہا اور مجھے اس نے سخت تنگ کر دیا۔ تو میں نے ایک مہینہ بعد پوچھا کہ تم اپنی بیوی کو کونسی طلاق دینا چاہتے ہو اس نے کہا میں مکمل طور پر اس سے جان چھڑانا چاہتا ہوں تو بندہ نے تفصیل سے اس کو طلاق کی نوعیت سمجھائی مگر وہ تین طلاقیں دینے پر مصر رہا پھر طلاق لکھ کر میں نے اس کو سنائی اور اس کی تشریح بھی سنا دی اس نے کہا بس ٹھیک ہے۔ اور انگوٹھا لگایا — مگر اس کی بیوی کے پاس جو مال اور لڑکیاں تھیں وہ زمینداروں نے اس کو نہ دی تو وہ طلاق دینے سے بھی منحرف ہو گیا اور محمد مسلم صاحب کے ذریعے مسئلہ کو بگاڑ کر آپ سے فتویٰ حاصل کیا گیا ہے۔ جب کہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے دیگر سب مفتیان کرام نے ان کے مقصد کا فیصلہ دینے سے انکار کر دیا اور لکھا ہے کہ طلاقیں واقع ہو گئیں ہیں کیونکہ اس دور میں اتنا کوئی بے وقوف نہیں جو لفظ حرام بحرام حرام کو نہ سمجھ سکے۔

بندہ عفا اللہ عنہ نے یہ عریضہ اس لئے روانہ کرنا ضروری سمجھا ہے۔ تاکہ یہ لوگ مسئلہ بگاڑ کر اس عورت کو پھر ایجیلیٹ نہ کر سکیں یہ ایک دھوکہ ہے۔

ج: آپ کی وضاحت کے بعد تین طلاق کے واقع ہونے پر کوئی اشتباہ نہیں رہا۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ حقیقت کو واضح کر دیا۔

اپنے نام پر "۷۸۶" ڈالنا اور عورت کی حکمرانی

محمد حنیف اعوان ——— چکیاہ مانسہرہ

س:۔ کیا اپنا نام لکھتے وقت جس طرح محمد حنیف محمد پر "۷۸۶" ڈالنا جائز ہے یا ناجائز؟

ج:۔ "ھ" کا نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک پر لکھتے ہیں کسی دوسرے کا نام اگر محمد رکھا جائے تو اس پر یہ نشان نہیں لکھا جائے گا۔

باقی ص ۲۴ پر

ہفت روزہ
ختم نبوت
KHATME NUBUWWAT
AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE

اشاعت ۲۲ تا ۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۰ھ
مطابق ۱۸ تا ۲۴ جنوری ۱۹۹۰ء شمسی
جلد نمبر 8 شمارہ نمبر 32

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت
مولانا مفتی احمد الرحمٰن | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

اس شمارے میں

(۱) آپ کے مسائل —— (۲)
(۲) نعت النبیؐ —— (۴)
(۳) اداریہ —— (۵)
(۴) سیرت النبیؐ کی جھلکیاں —— (۸)
(۵) صبر و شکر - مولانا الدھیانوی کا خطبہ جمعہ —— (۹)
(۶) تقویٰ —— (۱۲)
(۷) بایزید انصاری ایک مدعی نبوت —— (۱۵)
(۸) سیدنا فاروق اعظمؓ کی کرامات —— (۱۸)
(۹) ذکری ملائی کا مناظرے سے فرار —— (۲۴)

سرکولیشن منیجر
محمد انور

رابطہ دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۔ ۷۴۴۰۰
فون نمبر: ۷۷۱۹۴۱

LONDON OFFICE
35 Stock Well Green
London
SW9 9HZ UK
Tel: 01-737-8199

چندہ
سالانہ —— ۱۵۰ روپے
ششماہی —— ۷۵ روپے
سہ ماہی —— ۴۵ روپے
فی پرچہ —— ۳ روپے

چندہ
بیرون ممالک سے سالانہ بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک
۴۵ ڈالر
چیک و ڈرافٹ بھیجنے کیلئے الائیڈ بینک
بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۲۶۳
کراچی پاکستان

سرپرستان
- حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب مدظلہ —— مہتمم دارالعلوم دیوبند انڈیا
- مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ولی حسن صاحب —— پاکستان
- حضرت مولانا محمد یونس صاحب —— بنگلہ دیش
- مفتی اعظم برما حضرت مولانا محمود اور یوسف صاحب —— برما
- شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد اسحاق خان صاحب —— متحدہ عرب امارات
- حضرت مولانا ابراہیم میاں صاحب —— جنوبی افریقہ
- حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب —— برطانیہ
- حضرت مولانا محمد مظہر عالم صاحب —— کینیڈا
- حضرت مولانا سعید انگار صاحب —— فرانس

نارتھ امریکہ
- وینکوور —— جمال عبدالستار
- ایڈمنٹن —— عامر رشید
- وینی پیگ —— میاں امید
- ٹورنٹو —— حافظ سعید احمد
- مونٹریال —— آفتاب احمد
- واشنگٹن —— کرامت اللہ
- شکاگو —— محمد عبدالغنی
- لاس اینجلس —— فضل رشید
- سیکرامنٹو —— چوہدری محمد شریف گوندل

بیرون ملک نمائندے
- قطر —— قاری محمد اسماعیل بشیدی
- دوبئی —— قاری محمد اسماعیل
- ابوظہبی —— قاری وصیف الرحمٰن
- برما —— محمود یوسف
- باربیڈوس —— اسماعیل قاضی
- سوئٹزرلینڈ —— لے رکو انصاری
- برطانیہ —— محمد اقبال
- اسپین —— راجہ حبیب الرحمٰن
- ڈنمارک —— محمد ادریس
- ناروے —— میاں اشرف باوا
- افریقہ —— محمد منیر افریقی
- ماریشش —— محمد اخلاص احمد
- ٹرینیڈاڈ —— اسماعیل ناخدا
- ری یونین فرانس —— عبدالرشید بزرگ
- بنگلہ دیش —— محی الدین خان
- مغربی جرمنی —— خلیق الرحمٰن
- سنگاپور —— سید میر حسن بخاری

اک نور کا عالم ہے جدھر دیکھ رہا ہوں

یہ شوق فراواں کا اثر دیکھ رہا ہوں
دربار نبی پیش نظر دیکھ رہا ہوں
آنکھوں میں بسے ہیں رخ محبوب کے جلوے
ایک نور کا عالم ہے جدھر دیکھ رہا ہوں
شوریدگیٔ عشق پہ قابو نہیں چلتا
بے رخت سفر، عزم سفر دیکھ رہا ہوں!
اک عمر سے دل حسرت دیدار لئے ہے
مدت سے تیری راہ گزر دیکھ رہا ہوں
کب میری طرف اٹھتی ہے پھر لطف و کرم سے
سرکارِ دو عالمؐ کی نظر دیکھ رہا ہوں
مہجور مدینہ ہوں غم ہجر نہ پوچھو
بے کیف ہر اک شام و سحر دیکھ رہا ہوں
جو کھل نہ سکے آپ کے دامن کی ہوا سے
ان پھولوں کو ہم رنگ شرر دیکھ رہا ہوں
انوار رہِ سرورِ کونین میں گم ہوں!!
طے مرحلۂ قلب و نظر دیکھ رہا ہوں
ہر لحظہ نئی برق تجلیّ ہے مبارک
اللہ کے محبوب کا گھر دیکھ رہا ہوں

مبارک عثمانی

قادیانی کھاتے پاکستان کا اور گاتے ہیں قادیان کا

قادیانی کسی عہدے پر ہو وہ اپنے نام نہاد خلیفہ کی ہدایت کا پابند اور اپنی جماعت کا مبلغ ہوتا ہے۔ اس سے اس کو دو فائدے ہوتے ہیں۔ تنخواہ اور سفر خرچ حکومت سے لیتا ہے۔ اور قادیانی جماعت بھی اس کی جیب بھرتی رہتی ہے۔

قادیانی اخبار الفضل میں ایک فوجی ’’ک ۔م ۔ساہی‘‘ کا ایک خط شائع ہوا ہے۔ جس میں اس نے انکشاف کیا ہے کہ :-

’’ خاکسار فروری ۱۹۶۲ء میں یو ۔ این ۔ او کی فوج میں عارضی ڈیوٹی پر پاکستان سے گیا (یو ۔ این ۔ او نے مختلف ممالک سے کانگو کی خانہ جنگی ختم کرانے کے لئے فوجی دستے منگوائے تھے۔ پاکستان سے بھی فوج کے دستے ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۳ء تک جاتے رہے) خاکسار فروری ۱۹۶۲ء میں وہاں گیا‘‘

بجائے اس کے کہ وہ شخص پاکستان کی ہدایت کے مطابق کام کرتا۔ اس نے قادیانیت کی تبلیغ شروع کر دی اور مرزا محمود کو خط لکھا کہ

’’ یہ سرزمین احمدیت کے لئے بہت زرخیز ہے۔ حضور نے وکالت تبشیر کو لکھا میرا ایڈریس دیا۔ وکالت تبشیر والوں نے مجھے لکھا کہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب منیر، مولانا محمد منور صاحب، مولانا حکیم ابراہیم صاحب ماریشش ٹانگانیکا اور یوگنڈہ کو تمہارا ایڈریس لکھ دیا ہے۔ وہاں سے تمہیں لٹریچر پہنچ جائے گا .... جون ۱۹۶۲ء میں خاکسار کو ایک بہت بڑا بنڈل مکرم مولانا اسماعیل صاحب منیر کی طرف سے جس میں سواحیلی اور فرنچ زبان میں لٹریچر تھا ۔موصول ہوا .... یہ تمام لٹریچر جب خاکسار کو مل گیا تو خاکسار نے اڈولا صاحب سے کہا کہ جتنے لوگ آپ کی بستی میں پڑھے ہوئے ہیں ۔ ان میں یہ تقسیم کر دیں۔ وہ خود بھی پڑھے ہوئے تھے۔ تھوڑا بہت اور ان کی ہمشیرہ اچھی خاصی تعلیم یافتہ تھیں اور لوگ بھی اس بستی میں پڑھے ہوئے تھے ۔غرض یہ کہ وہ تمام لٹریچر جو ان لوگوں کی ضرورت کے لئے کافی تھی۔ وہ سب ان لوگوں تک پہنچا دیا .... ۱۹۶۲ء کی جون جولائی تین شہروں میں یہ لٹریچر تقسیم کئے‘‘

الفضل ربوہ ۴ نومبر ۱۹۸۹ء ص ۲

وطن عزیز پاکستان میں یہ ملک دشمن اور اسلام دشمن ٹولہ اب بھی اہم پوسٹوں پر متعین ہے۔ خصوصاً فوج جیسے محکمہ میں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہے۔ بعض تو اہم پوسٹوں پر ہیں۔ حکومت انہیں وقتاً فوقتاً بیرون ملک بھیجتی رہتی ہے ۔ بیرون ملک جا کر یہ ملک دشمن کیا کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا خبر سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ کھاتے پاکستان کا ہیں۔ اور گاتے قادیان کا ہیں ۔

اس سے انہیں غرض نہیں کہ ہمیں ملک کا نام روشن کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ ہم یہاں آکر ملک کا نام روشن کریں ۔ بس انہیں یہ فکر دامن گیر رہتی ہے کہ ملک جائے بھاڑ میں ہم تو اپنے نام نہاد خلیفہ کی ہدایت کے تحت اپنے مذہب کی تبلیغ کریں گے اور سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کر کے قادیانیت کے دام میں پھنسائیں گے ۔ اور اپنے نام نہاد خلیفہ کے ہاں نمبر بھی لگوائیں گے ۔ اور انعام بھی حاصل کریں گے ۔

مذکورہ بالا رپورٹ سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ جو قادیانی افسر یہاں سے پاکستانی حکومت کی ہدایت پر بیرون ملک جاتے ہیں۔ وہ وہاں جا کر بھی قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ تنخواہ کی انہیں فکر نہیں ہوتی۔ حکومت پاکستان تنخواہ سمیت ان کے تمام اخراجات برداشت کرتی رہتی ہے۔

قادیانی افسروں کو بیرون ملک بھیجنے والے قادیانی افسر نہیں ہوتے بلکہ مسلمان افسر ہی ہوتے ہیں۔ وہ اپنی چکنی چپڑی باتوں سے انہیں رام کر لیتے ہیں۔ اور پھر ان کا نام بیرون ملک جانے والے گروپوں میں شامل کر لیا جاتا ہے۔ ان کے لئے کسی فوجی سفر کا بہانہ نکال لیا جاتا ہے۔ یا کسی ترقی کورس یا ٹیکنیکل کورس کا بہانہ ڈھونڈ لیا جاتا ہے۔ ممکن ہے بعض مسلمان افسران جنہیں رشوت خوری کی لت پڑی ہوئی ہے۔ قادیانی افسران ان کی مٹھی گرم کر دیتے ہوں۔ اور اس طرح ان کے باہر جانے کی راہ ہموار ہو جاتی ہو، گویا ایسے بے غیرت مسلمان افسر ہی قادیانیوں کو بیرون ملک بھیجنے کا ذریعہ بنتے ہیں ۔ اور قادیانی افسر وہاں

جاکر بجائے ملک کی خدمت کرنے کے قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اور لٹریچر منگوا کر اس علاقے میں تقسیم کرتے ہیں۔ جہاں انہیں بھیجا جاتا ہے۔

قادیانی افسر خواہ سول میں ہو یا فوج میں وہ بیرون ملک ڈیوٹی پر ہوں یا اندرون ملک، ملک کا نہیں اپنی جماعت کا اور اپنے نام نہاد خلیفہ کے احکامات کا پابند ہوتا ہے۔ اور ان کے نام نہاد خلیفہ مرزا محمود کی یہ پیش گوئی موجود ہے کہ" اول تو پاکستان بنے گا نہیں اگر بن گیا تو ہم اسے دوبارہ متحد کرنے یا اکھنڈ بھارت بنانے کی کوششیں کریں گے"۔ ایسے میں اگر کوئی قادیانیوں پر اعتماد کرتا ہے۔ یا انہیں محب وطن گردانتا ہے۔ تو ہمارے نزدیک وہ بھی ملک کا خیر خواہ نہیں۔ ابھی حال ہی میں سابق وزیر خارجہ جناب ارشد حسین صاحب کے خیالات ہفت روزہ ختم نبوت میں شائع ہو چکے ہیں۔ انہوں نے ایک قادیانی جرنیل اختر حسین کے بارے میں یوں تو بہت سے انکشافات کئے ہیں۔ لیکن اہم انکشاف یہ کیا ہے کہ اس نے اپنے نام نہاد مسیح موعود کی قادیان واپسی کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے پاکستان کو جنگ کی بھٹی میں جھونکا۔ وہ قادیان لینے کا ہر ممکن کریڈٹ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن خدا نے اسے پاکستان دشمنی کی سزا دی۔ وہ ایک جہاز کے حادثے میں ہلاک ہوا اور ربوہ کا بہشتی مقبرہ جس میں دفن ہونے والوں کو دنیا میں ہی جنت کا سرٹیفکیٹ دے دیا جاتا ہے۔ اس ملعون بدبخت اور پاکستان دشمن جرنیل کو وہاں بھی جگہ نہ مل سکی۔ یہی ایک ایسا واقعہ ہے جو ہمارے ملک کے حکمرانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔ جب یہ پاکستان کے خیر خواہ ہی نہیں ہیں تو ان پر اعتماد کیسا؟

چوہدری ظفر اللہ خان کو لیجئے۔ وہ جب تک وزیر خارجہ رہا۔ اس نے تمام پاکستانی سفارت خانوں کو مرزائیت کے اڈے بنائے رکھا۔ اور سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں مرزائیوں کو بھرتی کیا۔ مرزائی مبلغوں کو جہاں سفر کی سہولتیں حاصل تھیں۔ وہاں یہ سہولت بھی تھی کہ ان کا قیام پاکستانی سفارت خانوں میں ہوا کرتا تھا۔ ربوہ سے تمام قادیانی لٹریچر پاکستانی سفارت خانوں میں با آسانی پہنچتا تھا۔ جہاں سے تقسیم کیا جاتا تھا۔ خدا کی قدرت دیکھئے کہ! ظفر اللہ خان بھی پاکستان کے ساتھ وزارت خارجہ کے عہدے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دشمنی کرتا رہا۔ وہ بھی انتہائی ذلت کی موت مرا اس کی موت بالکل اسی طرح کی تھی۔ جس طرح اس کے (جھوٹے) نبی مرزا قادیانی کی موت واقع ہوئی۔

ہماری گذارشات کا مقصد یہ ہے کہ قادیانیوں پر کسی بھی طرح اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے انہیں کسی بھی بہانے ملک سے باہر بھیجنا ملک سے خیر خواہی نہیں بلکہ دشمنی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے مسلمان طویل عرصہ سے پر زور مطالبہ کرتے چلے آرہے ہیں کہ قادیانیوں کو فوراً کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔ خواہ وہ عہدے سول کے ہوں یا فوج کے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ آج تک کسی حکومت نے بھی اس مسئلہ کی طرف توجہ نہیں دی۔ موجودہ حکومت میں قادیانی کچھ زیادہ ہی مراعات حاصل کر رہے ہیں۔ اقوام متحدہ میں پاکستان کا نمائندہ جس شخص کو مقرر کیا گیا ہے وہ کٹر اور متعصب قادیانی ہے۔ لیکن اس نے خود کو اپنے ملازمت کے تمام کاغذات میں مسلمان ظاہر کیا ہوا ہے۔ ایسا ہی دوسرے مرزائی افسران بھی کرتے ہیں۔ اس لئے ہم ایک بار پھر حکومت کے گوش گذار کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ

(۱) نسیم احمد قادیانی کی جگہ اقوام متحدہ میں کسی مسلمان اور محب وطن نمائندے کو مقرر کرے۔ اور اسے فوراً وہاں سے الگ کیا جائے۔

(۲) جن افسروں کو خواہ ان کا تعلق فوج سے ہو یا سول سے جب کسی تربیتی کورس کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ تو اس کے بارے میں مکمل تحقیقات کی جانی چاہئیں کہ وہ قادیانی تو نہیں۔

(۳) قادیانیوں اور مسلمانوں میں امتیاز کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ قادیانیوں کے شناختی کارڈ کا رنگ جدا کیا جائے۔ انہیں پاسپورٹ فارموں میں غیر مسلم لکھا جائے۔

اگر حکومت ایسا نہیں کرتی تو خود اس کی پوزیشن جو پہلے ہی مشکوک ہے۔ مزید مشکوک ہو جائے گی۔ اس لئے اگر حکومت ملک کی خیر خواہ اور عوام کی دوست ہے۔ تو وہ عوام کے ان مطالبات کو فوراً پورا کرے۔

وفاقی وزیر طارق سے ایک سوال

اقوام متحدہ میں پاکستان کے مندوب مسٹر نسیم احمد قادیانی ہیں۔ اس کے متعلق یہ کہا جا رہا ہے کہ منکرین ختم نبوت (یعنی قادیانیت) سے ہے اور ایک اسلامی مملکت کے زیر اہتمام اس عظیم عہدے پر ایک غیر مسلم کا تقرر انتہائی غلط ہے۔ اس خدشہ کے پیش نظر مختلف لوگوں نے یہ آواز اٹھائی کہ مسٹر

نسیم احمد ذرا کھل کر اس بات کی وضاحت کر دیں۔ تاکہ شکوک و شبہات ختم ہو سکیں! افسوس کہ مسلمانوں کے بار بار اصرار کے باوجود کوئی بات واضح نہ ہوئی۔ البتہ پارلیمانی امور کے وفاقی وزیر مسٹر طارق رحیم نے یہ بیان دیا کہ نسیم احمد نے سرکاری کاغذات میں مذہب کے خانے میں اپنا مذہب اسلام ڈکلیئر کیا ہے۔ جنگ (۲۳ ستمبر ۱۹۸۹ء)

جناب طارق رحیم صاحب سے کوئی یہ پوچھے کہ حضرت والا۔ سوال یہ نہیں تھا کہ انہوں نے کس خانے میں کیا لکھا ہے؟ سوال تو آسان اور یہ تھا کہ مسٹر نسیم قادیانی قادیانیت سے لاتعلقی کا اعلان فرما دیں۔ لیکن اس کا کوئی جواب نہ تو طارق صاحب نے دیا! اور نسیم صاحب نے اب تک اس کی وضاحت ہی نہیں کی بلکہ بات کچھ اس انداز میں ابھری کہ شکوک و شبہات ختم ہونے کی بجائے اب اس میں سچائی کی جھلک بھی نظر آنے لگی ہے۔ طارق رحیم صاحب تو شاید اس بات سے بخوبی واقف ہوں گے۔ کہ قادیانیوں نے اپنے آپ کو کبھی غیر مسلم ہی تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ ان کے نزدیک اصل اسلام تو قادیانیت ہی ہے۔ اور جو قادیانیت سے منسلک نہیں۔ وہ کافر بلکہ پکے اور ڈبل کافر ہیں۔

باقی صفحہ ۲۷ پر

ریلوے کا حادثہ یا تخریب کاری ـــــ تخریب کار کون؟

سکھر سے بیس میل دور سانگھی ریلوے اسٹیشن پر ملتان سے آنے والی زکریا ایکسپریس خطرناک حادثہ کی شکار ہو گئی۔ جس میں سینکڑوں افراد جاں بحق اور سینکڑوں زخمی ہو گئے۔ اس اندوہناک حادثے پر پورا ملک سوگوار ہو گیا۔ وفاقی وزیر ریلوے اور وزیر اعظم پاکستان نے اس حادثہ کو تخریب کاری کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ ہمارا بھی سو فیصد گمان یہی ہے کہ یہ تخریب کاری ہی کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اسٹیشن کا متعلقہ عملہ فرار ہو چکا ہے۔ ان میں ظہور احمد نامی ایک شخص ہمیں مشکوک نظر آتا ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آیا یہ واقعہ تخریب کاری ہے؟ اسٹیشن کے عملے کے بارے میں تحقیق کرنا ہوگی۔ کہ ان کا کس گروہ سے تعلق ہے؟ خصوصاً ظہور احمد کے بارے میں تحقیقات لازمی ہے۔

یہ محض حادثہ ہی نہیں پنجاب اور سندھ کے تعلقات کو بگاڑنے کی ایک خطرناک سازش معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ کھیل اس وقت پاکستان اور بیرون پاکستان قادیانی گروہ کھیل رہا ہے۔ لاہور اور لندن میں ایک تنظیم قائم ہو چکی ہے۔ یہاں اس تنظیم کی سرپرستی ریٹائرڈ ائیر مارشل ظفر چوہدری قادیانی کر رہا ہے۔ اور لندن میں سامراجی انعام یافتہ ڈاکٹر عبد السلام اس کا سرپرست ہے۔ اس تنظیم کے جو مقاصد سامنے آئے ہیں۔ ان سے پنجاب کی لسانی بنیادوں پر تقسیم کے علاوہ پنجاب کے اسکولوں میں اردو کی بجائے پنجابی اور سرائیکی تعلیم پر زور دیا گیا ہے۔ اور بھی مسائل اٹھائے گئے ہیں۔ جن سے نفرت اور تعصب کو ہوا ملتی ہے۔

مرزا طاہر جو یہاں سے بھاگ کر لندن میں پناہ گزین ہے۔ اس نے اپنے ملک سے فرار کو ہجرت قرار دے کر پاکستان کو غیر مسلم ملک قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ وہ پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے اور سندھ میں افغانستان جیسے حالات پیدا ہو جانے کی پیشگوئی بھی کر چکا ہے۔

علاوہ ازیں مرحوم ضیاء الحق کے دور میں صوبہ سندھ کے بعض مقامات پر ہنگامے ہوئے، اسٹیشن جلائے گئے، ریلوے لائن اکھاڑی گئیں۔ یہ واقعات انہیں علاقوں میں ہوئے۔ جہاں قادیانی آباد ہیں۔ اگر ان واقعات میں قادیانی ملوث ہو سکتے ہیں۔ تو اس واقعہ کے پس منظر میں بھی قادیانی سازش کارفرما ہے۔ لیکن اس کے لئے ایمانداری اور غیر جانبداری سے تحقیقات کرنے کی ضرورت ہے۔

آخر میں ہم حادثہ کے نتیجہ میں جاں بحق ہونے والے مسلمانوں کے لئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ ان کے پسماندگان کے لئے یہ حادثہ بہت بڑا صدمہ ہے۔ ادارہ ختم نبوت ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اور ان کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتا ہے۔ نیز زخمی ہونے والوں کے لئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ (آمین)

قادیانی پاکستان کے غدار

اور تخریب کار ہیں۔ ان کی سازشوں سے آگاہی کے لئے ہفت روزہ ختم نبوت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لٹریچر کا مطالعہ کیجئے۔

سیرتِ مقدسہ کی مختصر جھلکیاں

از مضطر گجراتی

کعبہ میں قریشی سرداران ابوجہل، ابوسفیان، اُمیہ بن خلف وغیرہ باہم مشورہ کرکے ابوطالب کے پاس آتے ہیں۔۔۔

"تم عمارہ بن ولید کو اپنا بیٹا بنا لو اور محمد بن عبداللہ کو ہمارے حوالے کر دو۔ ورنہ ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔ اور کہا خلاف قوم کو بھی کھڑا کر دیں گے؟"

ابوطالب (غصہ میں) واللہ یہ بدترین سودا ہے۔ کہ تمہارے بیٹے کی میں پرورش کروں اور اپنا بیٹا تمہیں دوں تاکہ تم اسے قتل کر دو۔ خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ سردار مایوس ہو کر چلے جاتے ہیں۔ اتنے میں پیغمبر آخرالزماں تشریف لاتے ہیں۔ اور چچا سے فکر مندی کا سبب پوچھتے ہیں۔

میرے بھتیجے! مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو کہ میں اٹھا نہ سکوں۔

چچا جان! تو کیا آپ مجھے چھوڑ دیں گے؟

واللہ اگر یہ لوگ سورج کو داہنے ہاتھ پر اور چاند کو بائیں ہاتھ پر لا کر رکھ دیں۔ تو پھر بھی میں اپنے کام سے نہیں ہٹوں گا۔ خواہ اس میں میری جان بھی جاتی رہے۔

سرکار دو عالم کی نظریں چچا کے چہرے پر جم جاتی ہیں ابوطالب کی نسبی حمیت و غیرت جوش میں آجاتی ہے۔

ہرگز نہیں۔ میرے بھائی کے بیٹے! خدا کی قسم میں تجھے کسی حال میں بھی دشمنوں کے حوالے نہیں کروں گا۔

● موسم حج سے کہیں پہلے کعبۃ اللہ کے سامنے ابوجہل، ابوسفیان، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط، ولید بن مغیرہ، ابولہب اور دیگر نامور سرداران قریش دعوت اسلام کو بند کرنے کے معاملے پر مصروف گفتگو ہیں۔

ایک تم دیکھتے ہو یہ عظیم جادوگر (محمدؐ) اپنے کلام کے اثر سے ہمارے بیٹوں کو باپوں سے، بھائیوں کو بھائیوں سے اور شوہروں کو بیویوں سے جدا کر رہا ہے۔ ہم اسے برداشت نہیں کر سکتے۔ قطعاً نہیں۔۔۔۔۔۔ اتنے میں حضرت صادق المصدوق علیہ السلام اپنے سچے جاں نثار رفیق ابوبکر صدیقؓ کی معیت میں کعبہ کی طرف تشریف لاتے ہیں۔ امیہ بن خلف اور ابوجہل آواز دے کر ٹھہرا لیتے ہیں اور استہزا کے طور پر مختلف سوال پوچھتے ہیں۔

داعی برحق علیہ السلام ہر سوال کے جواب میں قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے ہیں۔ معاندین عاجز ہو کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ محبوب کردگار چلنے کے لئے قدم اٹھاتے ہیں ابوجہل چلا کر کہتا ہے۔

"کیا ہم اسے یونہی جانے دیں گے۔ درآنحالیکہ اس نے ہمارے معبودوں کی اور ہماری توہین کی ہے۔" عقبہ بن ابی معیط تائید کرتا ہے۔ رؤسائے قریش بالارادہ فساد آگے بڑھتے ہیں۔ اور سرور کون و مکاں کی چادر کو پکڑ لیتے ہیں۔ ابوبکر صدیقؓ تڑپ کر درمیان میں آجاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔

اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات۔

کیا تم اس شخص کو اس لئے قتل کرتے ہو۔ کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ اور تمہارے پاس روشن دلائل لے کر آیا ہے۔

قریش صدیق اکبرؓ کو اس قدر زدوکوب کرتے ہیں کہ صدیق عتیقؓ بے ہوش ہو جاتے ہیں۔

● سرکار دو عالمؐ کوہ صفا مکہ کے دامن میں تشریف فرما ہیں ابوجہل چند مشرکین مکہ کے ہمراہ ادھر آنکلتا ہے۔ اور بیہودہ بکواس بکنا شروع کر دیتا ہے۔

سرکار دو عالم کچھ جواب نہیں دیتے۔ ابوجہل طیش میں آکر پتھر کھینچ مارتا ہے۔ جس سے نبی رحمت زخمی ہو جاتے ہیں۔ خون بہنے لگتا ہے۔ مجسمہ صبر استقامت خاموش اٹھ کر گھر کو چل دیتا ہے۔ ابوجہل کعبہ میں آکر مشرکین سے باتوں میں مصروف ہو جاتا ہے۔ حضرت حمزہ جو ابھی مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے۔

دوش پر کمان ڈالے شکار سے کعبہ کی جانب آتے دکھائی دیتے ہیں۔

قریشی رستہ چھوڑ کر ایک طرف ہو جاتے ہیں۔

جناب حمزہ کو ابوجہل کی لونڈی راہ میں روک لیتی ہے

ابوعمارہ! (جناب حمزہ کی کنیت) خبر دیتی ہے کہ ابوجہل نے آج تمہارے بھتیجے کی سخت توہین کی ہے۔ اور اسے برا بھلا کہا ہے۔

حمزہ غضبناک ہو کر سیدھے قریشیوں کے مجمع کی طرف آتے ہیں۔

ابوالحکم! (ابوجہل کی کنیت) تم نے میرے بھتیجے سے کیا برتاؤ کیا ہے؟

ابوجہل بات ٹالتا ہے۔

حمزہ (ڈانٹ کر) تو میں بھی محمد کے دین پر ہوں۔ یہ کہتے ہوئے کمان ابوجہل کے سر پر دے مارتے ہیں ابوجہل زخمی ہو جاتا ہے۔ سرداران ابوجہل کی حمایت میں اٹھنا چاہتے ہیں۔ ابوجہل مصلحتاً ڈانٹتا ہے خبردار ابوعمارہ کو جانے دو میں نے بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت گالیاں دی ہیں۔ اگر حمزہ بھتیجے کا بدلہ نہ لیتے تو بے حمیت شمار ہوتے۔

اشجع العرب جناب حمزہ پلٹ کر رسول خداؐ کے پاس آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ میرے بھتیجے! میں نے تمہارا بدلہ لے لیا۔

"چچا جان آپ کو ایسے شخص سے کیا واسطہ جس کی زبان ہے نہ باپ نہ کوئی عزیز نہ ہمدرد۔ آپ میرے چچا ہیں تو کیا۔ اس مشرکانہ حالت میں خواہ آپ کافروں کے خون سے عرب کی سرزمین کو لالہ زار کر دیں۔ تو کیا فائدہ تاوقتیکہ آپ خدائے واحد پر ایمان نہ لے آئیں۔ اگر آپ مسلمان ہو کر اسلام کی مدد کر سکتے ہیں۔ تو یہ امداد آپ کے لئے موجب ثواب و رحمت ہے۔

ورنہ میں اپنی ذات کے لئے سوائے خدا کے اپنے یا پرائے کی مدد کا طالب نہیں ہوں۔ جس کام پر مامور ہوں وہی میری مدد بھی کرے گا۔"

خطبہ جمعہ

صبر و شکر

از: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم

ترتیب: ـــــــ حافظ محمد سعید

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد:

پیران پیر حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ انسان کو دو قسم کی حالتیں پیش آتی ہیں، یا مصیبت اور تکلیف، یا نعمت اور راحت، اگر کوئی مصیبت پیش آئے تو وہ صبر کا مطالبہ کرتی ہے، اور اگر کوئی نعمت حاصل ہو تو شکر کا مطالبہ کرتی ہے، اور شکر تین قسم کا ہوتا ہے زبان کا شکر، دل کا شکر، اور اعضاء و جوارح کا شکر۔ زبان کا شکر یہ ہے کہ تم اس نعمت پر زبان سے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤ۔ اور اس نعمت کو اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب کرو، اور اس بات کا اقرار کرو کہ یہ نعمت حق تعالیٰ کی طرف سے ملی ہے محض اس کا فضل و انعام ہے، اس کو اپنی ذات کی طرف، اپنی قوت کی طرف اپنے فہم و بصیرت کی طرف، اپنے ہنر اور کسب کی طرف، یا کسی اور مخلوق کی طرف منسوب نہ کرو، اس لئے کہ جن جن واسطوں سے اور جن جن ذریعوں سے ہوتی ہوئی وہ نعمت تم کو پہنچی ہے وہ صرف واسطوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ نعمت کے عطا کرنے والے کی حیثیت نہیں رکھتے، یہ چیزیں نعمت دینے والی نہیں ہیں نعمت کے دیئے جانے کا واسطہ اور ذریعہ ضرور ہیں، ان ذرائع کو ذریعہ بنانا بھی اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے، ان کی ایجاد بھی اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے، ان کو جاری کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے، اور ان اسباب کو تمہارے لئے مہیا فرما دینا بھی اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ مخلوق کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے، یہ تمام نعمتیں حق تعالیٰ کی طرف سے ملی ہیں۔ اس بات کا زبان سے اقرار کرو اور مخلوق کی طرف اس کو منسوب نہ کرو، مخلوق کی طرف منسوب کرو گے تو ناقص العقل ٹھہرو گے، تمہاری عقل صحیح نہیں۔ شیخؒ کہتے ہیں عاقل کو عاقل اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ انجام اور نتیجے کو دیکھتا ہے، جب تم نے ظاہری سطح کو دیکھ لیا اور اس کی طرف نسبت کرنے لگے تو تم نے نعمت کے اصل منبع کو فراموش کر دیا، جس ذاتِ عالی کی طرف سے نعمتوں کا فیضان ہو رہا ہے وہاں تک تمہاری عقل رسائی نہیں ہوتی۔ اس لئے تم ناقص العقل ٹھہرے۔ ہمارے یہاں اگر کوئی نعمت مل جاتی ہے تو لوگ ان اسباب ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں اللہ کی طرف کم ہی منسوب کرتے ہیں، کوئی کسی کی صلاحیتوں کی طرف منسوب کرتا ہے، اور کوئی اپنے عقل و فہم کی طرف منسوب کرتا ہے، کوئی کسی طرف کرتا ہے یہ نظر کی کوتاہی ہے قرآن کریم میں ہے

ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ

”تجھ کو کوئی بھلائی وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور جو پہنچے تجھ کو کوئی برائی وہ تیرے نفس کی جانب سے ہے۔“

اگرچہ انسان کو برائی بھی اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے پہنچتی ہے۔ لیکن اس پر ہماری نحوست کا دخل ہے، ہماری بد اعمالیوں کی نحوست ہے بخلاف بھلائی کے، راحت کے، اور مصلحت کے کہ اس میں ہمارا ذرا سا بھی کوئی دخل نہیں، وہ محض عطیۂ الٰہی ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں:

ما نبودیم و تقاضا ما نبود
رحمتِ ناگفتۂ ما می شنود

”ہم نہیں تھے ہماری طرف سے تقاضا نہیں تھا
اے اللہ آپ کی رحمت نے ہماری نہ کہی ہوئی باتوں کو سنا۔“

ہم ماں کے پیٹ میں تھے تو کونسا تقاضا کر رہے تھے، ہم تو شروع ہی سے اللہ تعالیٰ کے انعامات کا مورد چلے آتے ہیں، جب سے عدم پر وجود کا فیض چمکا ہے۔ اس وقت سے اللہ تعالیٰ نعمتوں کا مورد چلے آتے ہیں، ہمارے پاس جتنی چیزیں ہیں یہ سب مانگی بھی تو نہیں ہیں، یہ بھی تو نہیں کہ یہ ہمیں مانگنے پر ملی ہوں۔

اگرچہ ہمیں حکم تو ہے کہ مانگو تاکہ تمہارا فقر ظاہر ہو، تمہاری عبدیت کا یہی تقاضا ہے کہ تم مانگو۔ لیکن یہ نعمتیں ہمارے مانگنے پر تو نہیں ملیں، بغیر مانگنے کے ملی ہیں۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت اعلیٰ دماغ دیا ہے، آپ بہت اونچی سوچ رکھتے ہیں، آپ کی عقل بہت صحیح ہے، بندہ پرور یہ عقل و فہم کس نے دیا تھا؟ کس کے پاس سے لائے تھے؟ آپ کی عقل کام کرتی ہے۔ مگر عقل کس نے دی ہے؟ آپ کی استعداد بہت اونچی ہے، آپ کی ہمت بہت بلند ہے، قوت بہت زیادہ ہے، آپ بڑے ہنرمند ہیں، آپ بڑے محنت مند ہیں۔ آپ کے پاس فلاں چیز، فلاں چیز ہے۔ جس کی وجہ سے آپ یہ کام کر لیتے ہیں، ٹھیک ہے مسلّم ہے مگر ان ساری چیزوں کو وجود کس نے دیا تھا؟ آپ نے؟ حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ ایک شخص کمیونسٹ دہریہ تھا خدا کو نہیں مانتا تھا اور سکولوں کا انسپکٹر تھا، امتحانات لینے کے لئے جاتا تھا تو بچوں کو چھیڑا کرتا تھا، ان سے اللہ کے بارے میں سوالات کرتا۔ ایک سکول میں گیا، بچوں سے ایسے الٹے سیدھے سوال کرنے لگا، اسکول کے استاد نے کہا جناب یہ چھوٹے بچے ہیں یہ اس قسم کے سوالوں کو کیا جانتے ہیں، آپ ان کو کیوں پریشان کرتے ہیں، آپ ان بچوں کی بجائے مجھ سے گفتگو کیجئے، اس نے کہا اچھا تم بتاؤ کہ اللہ کون ہوتا ہے؟ کہنے لگے اللہ وہ ہے جس نے آپ کو وجود بخشا ہے، کہنے لگا کہ وہ تو میرے ماں باپ نے بخشا ہے، اس پر گفتگو ہوتی رہی، اتفاق سے یہ شخص ایک آنکھ سے کانا تھا، اس نے اسکول کے استاد سے کہا کہ اگر اللہ کا وجود ہے تو اس سے کہو میری ایک آنکھ ٹھیک کر دے، استاد نے اوپر دیکھ کر ویسے ہی کچھ منہ ہلایا، جیسے کسی سے باتیں کرتا ہو، بعد میں کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تو اس کو دونوں آنکھیں دی تھیں مگر یہ ایسا نالائق نکلا کہ اس نے ہمارے وجود کا انکار کر دیا، اس لئے ہم نے اس کی ایک آنکھ پھوڑ دی اور اگر یہ ایسا ہی چلتا رہا تو ہم اس کی دوسری آنکھ بھی

چھوڑ دیں گے۔ آنکھیں دی ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی اللہ کی نعمت، زبان بولنے کے لئے دی ہے، آپ بہت اچھی تقریر کرتے ہیں، بہت عمدہ بیان کرتے ہیں، یہ زبان کس نے دی تھی؟ کیا یہ سب اپنے گھر سے لیکر آئے تھے؟ کیا ابا جی نے دی تھی؟ نہیں! بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اللہ کی عطا ہے، ہاتھ ہیں، پاؤں ہیں، پورا وجود ہے،

وما بکم من نعمۃ فمن اللہ

”تمہارے پاس جتنی نعمتیں ہیں وہ اللہ کی جانب سے ہیں“

واذا مسکم الضر فالیہ تجئرون

”اور جب تم کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تم اسی کی طرف گڑگڑاتے ہو“

غرضیکہ جتنے اسباب و وسائل ہیں خواہ انسان کے اپنے وجود کے اندر ہوں یا اس کے وجود سے باہر ہیں پھیلے ہوئے ہوں، جن واسطوں اور ذریعوں سے یہ نعمت ہم تک پہنچی ہے سب کا موجد اللہ ہے، وجود میں لانے والا اللہ ہے، ان اسباب میں تاثیر پیدا کرنے والا اللہ ہے مثلاً ایک شخص کی آنکھیں ہیں، مگر ان میں روشنی نہیں، نور اور بینائی پیدا کرنے والا بھی اللہ ہے۔ آنکھیں عطا کرنے والا بھی اللہ ہے۔ آج آپ کی سائنس بہت ترقی کر چکی ہے لیکن آنکھ نہیں بنا سکی، نہ آنکھ کی بینائی پیدا کر سکی، آج سائنسی ترقی کا غلغلہ ہے۔ سائنس نے بہت ترقی کر لی ہے مگر اس کی ترقی کا منتہا یہ ہے کہ ایک آدمی کی آنکھ نکال کر دوسرے میں لگا دیتے ہیں، لیکن سائنس آنکھ کو وجود میں ابھی تک نہیں لا سکی، اور پھر آنکھ کو جو کنکشن دیا جاتا ہے، آدمی کے دماغ میں نور کا مرکز رکھا گیا ہے، اور آنکھوں کو اس مرکز سے روشنی کا کنکشن دیا جاتا ہے۔ عطا کرنے والے بھی اللہ تعالیٰ ہیں۔ وجود میں لانے والے اللہ تعالیٰ ہیں،

”لاموجد الا اللہ“

اللہ کے سوا وجود میں لانے والا کوئی نہیں ہے

”**ولا مسبب الا اللہ**“ ان اسباب کو اسباب بنانے والے بھی اللہ تعالیٰ ہیں، اللہ تعالیٰ اسباب کو اسباب نہ بنائیں تو یہ اسباب سب بے کار ہیں، دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں، بفرض ان اسباب کو مہیا کرنے والا اللہ ہے، اسباب میں تاثیر بھی اللہ کی ڈالی ہوئی ہے، پھر ان اسباب کے استعمال کی قدرت دینے والے بھی اللہ تعالیٰ ہیں، اسباب مہیا ہیں لیکن جب تک حکم الٰہی نہ ہو ہم ان کو استعمال نہیں کر سکتے، تو یہ تمام کے تمام اسباب جن سے تمہیں یہ نعمت ملی ہوئی نظر آتی ہے۔ شیخؒ فرماتے ہیں یہ سب اللہ کی جانب سے ہیں، کسی مخلوق کا ان میں دخل نہیں۔ اس لئے

شکر اور صبر ایمان کے دو بازو ہیں جن پر ایمان پرواز کرتا ہے

نعمت کو بھی اللہ کی جانب منسوب کرو، ان واسطوں اور ذریعوں کی طرف منسوب نہ کرو، تم کہتے ہو قلم لکھ رہا ہے، قلم کہاں لکھ رہا ہے؟ یہ تو بے چارا بے جان ہے، یہ رکھا ہوا ہو تو ذرا لکھ کے دکھا دے، قلم کو کوئی ہاتھ پکڑے گا تو لکھے گا، آپ کہتے ہیں اچھا ہاتھ لکھتا ہے، ہاتھ کاٹ کر رکھ دو کیا لکھ دے گا؟ آپ کہتے ہیں اچھا انسان لکھتا ہے یہ ہاتھ والا آدمی لکھتا ہے، بھلا اگر اس میں روح نہ ہو تو لکھے گا؟ اچھا آپ کہتے ہیں روح لکھتی ہے ہم نے کہا اب بھی نظر صحیح نہیں ہوئی، روح کے اندر اللہ کی مشیت کارفرما ہے، وہ لکھتی ہے۔ لکھتا ہوا قلم سے نظر آ رہا ہے، ہاتھ سے نظر نہیں آتا، ہاتھ والے کو انسان نظر نہیں آتا، انسان کو روح نظر نہیں آتی، اور جن کی نظر روح پر جاتی ہے ان کی نظر مشیت الٰہی پر نہیں ہوتی، اصل میں محرک ہے جو لکھنے کا وہ اللہ کی قدرت، اللہ کی مشیت ہے، یہ ایک مثال ہے، باقی تمام مثالوں کو اسی طرح سمجھ لو۔ ہاں یہ ضرور ہے جن واسطوں سے ہمیں نعمت ملی ہو ہمیں حکم ہے کہ ان واسطوں کو بھی ہم قدر کی نگاہ سے دیکھیں، ان واسطوں کی تذلیل نہ کریں، اگر واسطوں کی تذلیل کریں گے تو نعمت مکدر ہو جائے گی۔ بلکہ نعمت چھن جائے گی، یہ بھی سنت اللہ ہے، والدین آدمی کے وجود کا واسطہ بنتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ حق والدین کا رکھا ہے، استاد علم کے لئے واسطہ بنتا ہے، اللہ تعالیٰ نے استاد کا احترام رکھا ہے، اور جتنے بھی لوگ تمہارے لئے واسطہ نعمت بنے ان سب کی قدر دانی ہم پر واجب کی گئی ہے، ان کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو واسطہ بنایا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو بغیر واسطے کے بھی کام ہو سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو بغیر کسی واسطے کے بھی نعمت عطا کرنے کی قدرت تھی، لیکن اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی بے شمار حکمتیں ہیں کہ واسطوں کے ذریعہ نعمتیں عطا فرماتے ہیں، اس پر میں اپنا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ میرے والد مرحوم کئی سال سے حج کی درخواستیں دے رہے تھے، منظور نہیں ہو رہی تھیں۔ میں یہاں کراچی آگیا، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا، حضرتؒ نے فرمایا درخواست دے دو، اگر نکل آئی تو ٹھیک ہے، ورنہ پھر اور کوئی کوشش کریں گے، چنانچہ دونوں نے درخواستیں دے دیں، اب درخواست جمع کرانے کے بعد میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ! کسی اور کو واسطہ نہ بنائیے یا اللہ! درخواست کو نکال دیجئے۔

لیکن میری یہ دعا احمقانہ تھی، چنانچہ درخواست نہیں نکلی، حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے ایک دوست سے کہا وہ حج افسر کے پاس مجھے لے گئے، اور مجھ سے راستے میں کہنے لگے کہ تم حج افسر سے یہ کہنا کہ والد صاحب کی درخواست کئی سال سے نہیں نکل رہی۔ اور مجھے والد صاحب کے ساتھ خادم کی حیثیت میں جانا ہے۔ لیکن یہ دونوں باتیں صحیح تھیں، غلط نہیں تھی۔ الغرض حج افسر سے یہ سارا قصہ بیان کیا، حج افسر نے کہا کہ درخواست کا فارم لے لو اور اس کو پُر کر کے مجھے دے دو، میں منظوری دے دوں گا، چنانچہ فارم پُر کر کے دے گئے اور ان دوست نے، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائیں، باقی تمام کارروائی مکمل کرائی۔

جن لوگوں کی درخواستیں نکل آئی تھیں، ان کو ایک ایک مہینے کے بعد اطلاع دی گئی کہ تمہاری سیٹیں جہاز میں ہیں۔ اور فلاں تاریخ کو تمہیں جانا ہوگا۔ اور ہمیں موصوف نے آٹھویں دن وہ ساری چیزیں لاکر دے دیں، ٹکٹ بھی دے دیا اور تاریخ کا تعین بھی ہو گیا، میں نے کہا اسے لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے واسطہ اور ذریعہ بنانا تھا، جن کو ہمارے ثواب میں شامل کرنا تھا اور جن کی قدردانی ہم پر واجب کرنا تھی ہم ان کو کیسے محروم کر سکتے تھے؟ اس لئے میں نے کہا وہ دعا احمقانہ تھی، عبدیت کے خلاف تھی۔ بندے کا کام اپنی طرف سے تجویزیں پیش کرنا نہیں۔ اگر وہ کوئی نعمت کسی واسطہ کے ذریعہ دینا چاہتے ہیں۔

تو ہمیں اس واسطہ کی بھی قدر کرنی چاہیئے۔ الغرض جو لوگ بھی کسی نعمت کا واسطہ اور ذریعہ بنیں۔ وہ بھی لائق قدر ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

"جو شخص انسانوں کا شکر نہ کرے اس نے اللہ تعالیٰ کا بھی شکر نہیں کیا۔" مطلب یہ کہ منعم حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہیں۔ لیکن جن لوگوں کو حق تعالیٰ شانہٗ نے نعمت کا واسطہ اور ذریعہ بنایا ہے۔ اگر یہ شخص ان کا شکر نہیں کرتا تو یہ شخص منعم حقیقی کا کیا شکر کرے گا؟ اسباب اور ذرائع کو اللہ تعالیٰ نے جو واسطہ اور ذریعہ بنایا۔ اس میں بھی بے شمار حکمتیں ہیں، اس کی قدرتیں ہیں، اس کی حکمت کے راز ہیں۔ لیکن ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے تم ان پردوں میں الجھ کر نہ رہ جانا بلکہ پردے کے پیچھے سے ہمیں دیکھنا، نعمتیں ہم دینے والے ہیں، منعم حقیقی ہم ہیں، اور جس شخص کی بصیرت کی نگاہ صحیح ہو اور یہ پردہ اس کے سامنے سے ہٹ گیا ہو اس کو اس تصور سے کہ جتنی نعمتیں مل رہی ہیں وہ مالک کی طرف سے مل رہی ہیں۔ ایک خاص قسم کی لذت نصیب ہوتی ہے وہ ان نعمتوں کو صحیح طور پر استعمال کرے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھاتے تھے دسترخوان پر بیٹھ کر تو اس طرح تواضع کے ساتھ عاجزانہ انداز میں بیٹھتے تھے جیسے غلام اپنے آقا کے سامنے کھانا کھاتا ہے، اور فرماتے تھے:

"انما انا عبد آکل کما یاکل العبد"

(کنز العمال ۱۵: ۲۲۳)

"میں تو بندہ ہوں ایسے اس طرح کھاؤں گا جیسے غلام کھاتا ہے"

کیونکہ نظر اس طرف تھی کہ حق تعالیٰ شانہٗ سامنے بٹھا کر کھلا رہے ہیں، ہماری نظر اس طرف نہیں جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم کھانا کھاتے ہیں شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے "جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے شیطان اس میں شرکت کر لیتا ہے۔" (مشکوٰۃ ص ۳۶۳ بروایت مسلم)

کھانے پر بسم اللہ شریف نہ پڑھنے سے دو نقصان ہوں گے، ایک یہ کہ شیطان اس کھانے میں حصہ لگا لے گا، جس کی وجہ سے کھانے میں برکت نہیں رہے گی، کھانے کی برکت اٹھ جائے گی، دوسرا نقصان یہ کہ اس نے نعمت کو استعمال کرتے وقت منعم کا خیال نہیں رکھا، منعم پر اس کی نظر نہیں گئی، نعمت عطا کرنے والے ولی نعمت کو بھلا دیا، اور یہ اس مالک کی ناشکری ہے کہ اس کی دی ہوئی نعمت کو کھاتے وقت اس کو سامنے نہیں رکھا۔ اور جب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہو گے تو ایک تو شیطان کی شرکت سے بچو گے، دوسرے اس بات کا اقرار ہو گیا کہ یہ نعمت ولی نعمت کی طرف سے ہے یہ شکر نعمت ہے۔ پھر جب کھانا کھا لیا تو حکم ہے کہ کھانے کے بعد شکر الٰہی بجا لاؤ اور یہ دعا پڑھو۔

الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین؛

"اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔"

اللہ تعالیٰ کا شکر اس لئے کیا کہ یہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ ہی نے عطا کی ہیں۔ ایک لقمہ ہی پر غور کر لو یہ کہاں کہاں سے چلتا ہوا تمہارے تک پہنچا ہے، اور پھر تمہارے معدے تک

شکر اور صبر ایمان کے دو بازو ہیں، جن پر ایمان پرواز کرتا ہے

پہنچنے میں اس نے کتنے مراحل طے کئے ہیں، ذرا سی دانت میں تکلیف ہوتی ہے تو کھانا نہیں چبایا جاتا، اس وقت پتہ چلتا ہے یہ بھی ایک نعمت ہے، حلق میں تکلیف ہوتی ہے نگلا نہیں جاتا، ہاتھ میں تکلیف ہوتی ہے۔ کھانا اٹھایا نہیں جاتا کتنے انعامات در انعامات ہیں ایک لقمہ کے اندر

الغرض ہر نعمت میں یہ بات پیش نظر رکھو، اور زبان سے بھی اقرار کرو کہ تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔ اس کا عطیہ ہیں، کھانا کھاؤ تو اس کو سامنے رکھو کپڑا پہنو تو اس کو سامنے رکھو، دوسری جتنی نعمتیں ہیں۔ ان سب میں اس کو سامنے رکھو، اور زبان سے ان کا شکر بجا لاؤ۔ اور ان نعمتوں کو مالک کی طرف منسوب کرو۔ واسطوں میں الجھ کر نہ رہ جاؤ۔ یہ ہے زبان کا شکر۔ شیخؒ فرماتے ہیں کہ دوسرا درجہ دل کا شکر ہے۔ یعنی زبان کے ساتھ ہمیشہ دل میں یہ عقیدہ رکھو کہ تمہاری تمام حرکات و سکنات تمہارا اٹھنا بیٹھنا تمہاری قوتیں اور طاقتیں، تمہاری صلاحیتیں اور تمہاری تمام چیزیں اور تمام نعمتیں سب اللہ کی جانب سے ہیں۔ دل میں بھی یہ مضمون ہمیشہ مستحضر رہے۔ تیسرا درجہ اعضاء و جوارح کا یعنی انسان کے اعضاء کا شکر وہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ تم اپنے اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں استعمال کرو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اعضاء کو کسی کے لئے حرکت نہ دو۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں استعمال کرو۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال نہ کرو۔ اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ مثلاً تمہیں کسی نے بہت نفیس چاقو دیا، تم نے لے لیا اور اسکے پیٹ میں گھونپ دیا، بہت اچھی قدر کی، ماشاء اللہ کیا اچھا صلہ دیا، اس نے محبت میں تمہیں بہت نفیس چاقو دیا تھا۔ تم نے کہا دینے والے پر ہی اس کا تجربہ کرنا چاہیئے۔ کیا خوب! اللہ تعالیٰ نے تم کو مال دیا تھا، تم نے کہا اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں خرچ کرنا چاہیئے۔ اللہ نے اولاد دی تھی تم نے کہا کہ اس اولاد کو اللہ کی نافرمانیوں میں استعمال کرنا چاہیئے، اللہ تعالیٰ نے گھر بار دیا ہے، دوست احباب دیئے ہیں۔ نعمتیں در نعمتیں عطا فرمائی ہیں لیکن کہاں استعمال ہو رہی ہیں؟ ان نعمتوں کو کہاں استعمال کیا جا رہا ہے؟ اللہ کی نافرمانیوں میں۔ یہ ہاتھ استعمال ہو رہا ہے اللہ کی نافرمانی میں۔ پاؤں استعمال ہو رہے ہیں اللہ کی نافرمانی میں۔ زبان، کان، ناک، آنکھ، دل، دماغ، تمام وجود کو اللہ کی نافرمانیوں میں استعمال کیا جا رہا ہے، کیا یہی شکر ہے؟ نہیں! بلکہ شکر یہ ہے کہ آدمی اپنے اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں استعمال کرے۔ ان کو نافرمانی میں نہ لگائے۔

شیخؒ کے بقول:

الا تحرکھا ولا تستعملہا الا بطاعۃ اللہ

کہ تم اللہ کی اجازت کے بغیر اپنے اعضاء کو حرکت نہ دو۔ اور ان کو اللہ کی اطاعت کے بغیر استعمال نہ کرو۔ اور اگر کبھی غفلت ہو جاتی ہے، کوتاہی ہو جاتی ہے، معافی مانگ لو، اپنی غلطی کا اقرار کر لو۔ ہم جتنی اللہ کی نافرمانیاں کرتے ہیں۔ ایک تو آقا کی نافرمانی ہے۔ اور غلام کو زیبا نہیں ہے کہ آقا کی نافرمانی کرے۔ تم چاہتے ہو کہ میرا بیوی میری فرماں بردار ہو، بیوی تمہاری مخلوق نہیں ہے، تمہاری مملوک نہیں ہے، تمہاری ملکیت نہیں ہے، یا کا ذمال نہیں ہے، تمہارے برابر کی ہے، صرف اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے ساتھ تم میں جوڑ پیدا کر دیا، تمہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر فوقیت عطا فرما دی

باقی اس کا اپنا مستقل وجود ہے، تمہارا اپنا مستقل وجود ہے۔ اسی کے باوجود چونکہ تمہیں اک ذرا سی فوقیت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادی۔ تم شکایت کرتے ہو کہ میری بیوی نافرمان ہے، میرے سامنے بولتی ہے، کہا نہیں مانتی۔ بندہ نواز! کیا آپ اللہ تعالیٰ کا کہا اسی طرح مانتے ہیں جس طرح اپنی بیوی کا منوانا چاہتے ہیں۔ اپنی اور اللہ تعالیٰ کی نسبت کو ذرا دیکھو کیا ہے، اور پھر ذرا اپنی اور اپنی بیوی کی نسبت دیکھو۔ تم کچھ اللہ تعالیٰ سے لیکر اللہ کی نافرمانی میں لگاتے ہو، ایک تو وہ آقا اور مالک ہے اور بندے کو زیبا نہیں کہ اس کی نافرمانی کرے۔ بندے کا کام بندگی بجالانا ہونا چاہئے نہ کہ بندگی کے خلاف کرے۔ بندے کا کام نیازمندی اور جھکنا ہے نہ کہ اکڑنا اور تکبر کرنا۔ بندے کا کام اطاعت ہے نہ کہ معصیت نافرمانی اور حکم عدولی۔ دوسرے اس بات کو بھی جانے دو۔ ایک منٹ کے لئے فرض کر لو کہ اللہ تعالیٰ کے درمیان اور تمہارے درمیان بندے کا اور خدا کا تعلق نہیں ہے تو اتنی بات تو ہے کہ یہ تمام نعمتیں تمہیں اسی کی طرف سے ملی ہیں اور "الانسان عبد الاحسان" عربی کا مقولہ ہے کہ انسان احسان کا غلام ہوتا ہے۔ تم پر کوئی احسان کر دے تو تم ساری عمر نہیں بھولتے ہو اور بھولنا بھی نہیں چاہئے۔ تو حق تعالیٰ کی طرف سے تو تمام کی تمام نعمتیں ملی ہیں، ان نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی معصیت اور نافرمانی میں استعمال نہ کیا جائے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ یہ تین قسم کا شکر ہے اگر تمہیں شکر کا مقام حاصل ہو جائے گا تو تمہارا نام شاکرین کی فہرست میں لکھ لیا جائے گا، نعمتوں کو اللہ کی طرف منسوب کرو، اور تمہارے دل میں بطور عقیدے کے یہ مضمون مستحضر رہے۔ کہ یہ سب کچھ مالک نے عطا کیا ہے، میرے پاس میرا اپنا کچھ نہیں ہے۔ زبان سے تو کبھی کبھار ہم بھی کہہ دیتے ہیں، لیکن محض رسماً کہتے ہیں۔ دل کی گہرائیوں سے عقیدے کے طور پر نہیں کہتے۔ اپنی خول کو توڑ کے اپنی طاقت سے اپنے خول سے اور اپنے سے نکل جاؤ، جو کچھ ہے اس کو مالک کا سمجھو، عقیدے کے طور پر اس کا استحضار رکھو اور پھر جب یہ عقیدہ دل کی گہرائیوں میں پیوست ہو جائے اور ہر بن مو میں سرایت کر جائے، تو اب آگے بڑھو اور اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں استعمال کرو۔ اللہ کی نافرمانی میں استعمال نہ کرو۔ جب یہ ہو گا تو تم شاکرین میں لکھ دیئے جاؤ گے۔ اور شکر کرنے والوں کا بہت اونچا مقام ہے اور شکر پر اللہ تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے بڑے درجات عطا کئے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی عنایت ہے، ایک چیز جو ہم پر عقلاً واجب تھی، اس کے بجالانے پر انعام دے رہے ہیں۔ ایک چیز آپ نے مجھے دے دی، میں نے اس کے جواب میں کہہ دیا شکریہ۔ فرمایئے کہ کیا مجھے انعام ملنا چاہئے کہ میں نے شکریہ کہا ہے، آپ سے ایک قیمتی چیز وصول کر کے میں نے چھوٹے منہ سے شکریہ کہہ دیا تو کیا میں اس پر انعام کا مستحق ہو گیا؟ جب تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور منعم حقیقی حق تعالیٰ شانہٗ جل مجدہٗ ہیں اگر ہم شکر بجالائیں۔ تو یہ نعمت کا حق ہے اس کا شکر بجالانے پر مزید انعام کیسا؟ اور اگر ہم کفران نعمت کریں تو یہ ہماری نالائقی ہے۔ لیکن مالک کی عجیب شان ہے۔ عجیب رحمت ہے۔ عجیب فیاضی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر تم ہماری نعمتوں کا شکر کرو گے۔ تو ہم تمہیں اس شکر پر بھی انعام دیں گے۔

لئن شکرتم لازیدنکم

"اگر تم شکر کرو گے تو ہم تمہیں اور نعمتیں عطا فرمائیں گے" اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو کس قدر محبوب رکھتے ہیں اس کا اندازہ اس حدیث شریف سے ہو گا۔

فرمایا: الطاعم الشاکر بمنزلة الصائم الصابر (ترمذی)

یعنی ایک آدمی کھا کر شکر کرتا ہے وہ ایسا ہے جیسے ایک آدمی روزہ رکھ کر صبر کرے۔"

کھا کر شکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ وہ ثواب عطا فرماتے ہیں۔ جو روزہ رکھ کر صبر کرنے والے کو عطا فرماتے ہیں۔ کوئی حد ہے اس انعام واحسان کی، اس لطف وکرم کی۔ تو اگر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو گے اور ان تینوں قسم کے شکر بجالاؤ گے تو اللہ تعالیٰ کے شاکرین بندوں میں لکھے جاؤ گے اور

شکر تین قسم کا ہوتا ہے۔ زبان،

دل اور اعضاء وجوارح کا!

اللہ تعالیٰ نے اپنے شکر گذار بندوں کے لئے بہت سے انعامات کا وعدہ فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک انعام جو سب سے بڑا انعام ہے وہ اپنی رضا کا مرتب کرنا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ شکر کرنے والے بندوں سے راضی ہو جاتے ہیں۔ مقام رضا اس کو نصیب ہو جاتا ہے۔

یہ تو وہ حالات تھے جو آدمی کی خواہش کے موافق پیش آتے ہیں ان کو نعمت کہا جاتا ہے۔ ان پر شکر بجالاؤ، لیکن کبھی کبھی الٹ بھی ہوتا ہے کوئی تکلیف پہنچی، کوئی مصیبت پہنچی، کوئی آفت پہنچی، کوئی پریشانی ہوئی، جو ہمیں ناگوار ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہوتا ہے۔ کہ میٹھا ہی کھانا چاہتے ہو۔ یا کبھی مرچیں بھی کھائی ہیں، کبھی منہ کا ذائقہ بھی بدلا ہے؟ یا بچوں کی طرح میٹھا کھانے ہی کے عادی ہو؟ کبھی کبھی ناگوار حالات بھی پیش آتے ہیں، بعض ان حالات کا پیش آنا بہت ضروری ہے اس میں بھی حق تعالیٰ شانہٗ کی حکمت کے بے شمار اسرار ہیں، بلایا ہیں، مصائب ہیں، تکالیف ہیں، اور حق تعالیٰ نے پہلے سے اعلان کر دیا ہے۔ تاکہ جب یہ ناگوار حالات پیش آئیں تو ان کو سہارنے کی ہمت پیدا ہو جائے اور ان پر صبر کرنا آسان ہو جائے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات

ARFI JEWELLERS عارفی جیولرز
FOR CREATION OF ATTRACTIVE
JEWELLERY
ممتاز زیورات ——— منفرد ڈیزائن
A Perfect Setting for a perfect Woman. Where trust is a Tradition.
ARFI JEWELLERS
34-MUHAMMADI SHOPING CENTRE
BLOCK-C HAIDRY NORTH NAZIMABAD KARACHI PAKISTAN
فون : 686236

کر" ہم تمہاری آزمائش کریں گے۔ کچھ خوف کے ذریعہ تھوڑی سی بھوک دے کر، جان میں، مال میں، اولاد میں کچھ کمی دے کر" کبھی جان کا نقصان، کبھی مال کا نقصان، کبھی اولاد کا نقصان، کبھی بھوک، کبھی خوف، کبھی فقر، کبھی تکلیف، دکھ، بیماری، پریشانی، ہم تمہیں آزمائیں گے، ہم نے تمہیں پہلے سے بتادیا کہ تمہیں کیا کرنا ہوگا، ان ناگواریوں پر صبر کرنا ہوگا: وبشر الصابرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

اور خوش خبری دے دیجئے صبر کرنے والوں کو، صبر کرنے والے لوگ وہ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔" مالک کو مال میں تصرف کرنے کا حق حاصل ہے۔ پہلے کپڑا اچھا ہوا ہے، آپ اس کے مالک ہیں اگر آپ اسے پھاڑ کر کوئے بنانا چاہتے ہیں، یا اس کو کسی اور طریقے استعمال کرنا چاہتے ہیں تو

نعمت کے واسطے کو بھی ہم
قدر کی نگاہ سے دیکھیں!

اس کپڑے کو کیا شکایت ہو سکتی ہے؟ بھئی یہ مالک ہے اور مالک اپنی ملکیت میں جو چاہے تصرف کرے، مالک کو کامل طور پر اپنے مال میں تصرف کا حق حاصل ہے، اور یہ تمام عقلاء کا مسلمہ اصول ہے۔ باوجود اس کے کہ ہم مالک حقیقی نہیں جیسا کہ ابھی معلوم ہوا کہ تمام نعمتیں اللہ کی جانب سے ہیں، اللہ کی عطا ہیں، عطا بھی متعار، امانت کے طور پر دی گئی ہے، جب چاہیں واپس لے لیں گے، یہ تمہیں ہمیشہ کے لئے لکھ کر نہیں دے دی، جس مکان میں رہتے ہو جب چاہیں گے اس کو تم سے چھین کر دوسروں کو دے دیں گے، خود تمہارے وجود کے اندر جو نعمتیں تمہیں دی گئی یہ بھی تم سے واپس لے لیں گے، اس لئے کہ وہ مالک ہیں۔ ہم اول تو مالک نہیں یعنی جو چیزیں ہماری کہلاتی ہیں ہم واقعۃً ان کے مالک نہیں۔ بلکہ یہ مانگے کی چیزیں ہیں، اور پھر یہ ہمیں ہمیشہ کے لئے نہیں دی گئیں۔ بلکہ مستعار ہیں۔ انا للّٰہ بیشک ہم اللہ کے ہیں، اللہ کا مال ہیں۔

حضرت ابو طلحہؓ حضرت انسؓ بن مالکؓ کے سوتیلے والد ہیں ان کا ایک بچہ بیمار تھا، یہ کام سے گئے ہوئے تھے، پیچھے بچے کا انتقال ہو گیا، شام کو واپس آئے تو گھر والی سے پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ ان کی اہلیہ حضرت ام سلیمؓ حضرت انسؓ کی والدہ ہیں، وہ کہنے لگیں کہ بچہ ٹھیک ہے، انہوں نے اطمینان سے کھانا کھایا، لیٹ گئے، رات کو میاں بیوی ملے بھی، صبح ہوئی تو ام سلیمؓ نے حضرت ابو طلحہؓ سے کہا کہ ایک مسئلہ پوچھنا تھا، انہوں نے کہا کیا مسئلہ؟ کہنے لگیں یہ جو میرے ساتھ والی پڑوسن ہے ان سے میں نے کچھ زیور لے لیا تھا، اب وہ واپس مانگ رہی ہے، مگر میرا جی چاہتا ہے کہ میں اسے واپس نہ کروں، کہنے لگے واپس کیوں نہ کرو؟ جب یہ زیور ہمسائی کا ہے اور تم نے مانگے کے طور پر ہمسائی سے لے لیا تھا تو واپس کیوں نہ کرو، کہنے لگیں کہ مجھے اچھا بہت لگتا ہے، کہنے لگے اللہ کی بندی! جب اس کا ہے اور وہ واپس مانگ رہی ہے تو تمہیں اچھا لگے یا برا لگے اس کو واپس دے دینا چاہئے۔ ایسے ہی بھولی سی بن کر کہنے لگیں اچھا واقعی واپس کر دینا چاہئے؟ حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا کہ کیا یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے؟ جب تم نے ایک چیز مستعار لی ہے۔ اور مالک اس کی واپسی کا مطالبہ کر رہا ہے تو تم اس کو کیسے روک سکتی ہو؟ کہنے لگیں وہ تمہارا بیٹا اللہ کی امانت تھا۔ وہ فوت ہو چکا ہے مالک نے اپنی امانت واپس لے لی ہے۔ اس کو دفن کر دو یہ سن کر حضرت ابو طلحہؓ بہت برہم ہوئے کہنے لگے مجھے رات بتا دیتیں، کہنے لگیں میں نے سوچا تھک کے آئے ہیں اب دفن کرنے کا وقت تو ہے نہیں۔ اب بتاؤں گی تو خواہ مخواہ ساری رات پریشان ہوں گے، کیا فائدہ، صبح بتا دوں گی۔ بچے کو تو جنازہ پڑھنے کے بعد دفن کر دیا، تدفین کے بعد حضرت ابو طلحہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کا یہ واقعہ ذکر کیا اس خاندان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت خصوصیت تھی، بڑا ہی تعلق تھا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حلق کرایا سر سے موئے مبارک اتارے تو دائیں جانب کے آدھے بال حضرت ابو طلحہؓ کو بلا کر عنایت فرمائے، فرمایا تمہارے ہیں، اور پھر بائیں طرف کے بال اتارے تو ابو طلحہؓ کو دے کر فرمایا یہ لوگوں میں ایک ایک دو دو بال سب میں تقسیم کر دو۔ آدھے سر مبارک کے بال صرف ابو طلحہؓ کے پاس رہے، اور آدھے پورے مجمع میں ایک ایک دو دو تقسیم کئے گئے۔

بہر حال حضرت ابو طلحہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ام سلیمؓ کا واقعہ سنایا۔ واقعہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تمہاری اس رات میں برکت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رات کے نتیجے میں ان کو بیٹا عطا فرمایا، جس کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ اور ان کے صاحبزادے کے نو بیٹے قرآن کریم کے حافظ اور عالم ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔

تو صبر کے کیا معنی ہیں؟ صبر کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شکایت نہ کرو، بلکہ یہ مضمون ذہن میں رکھو۔

" انا للّٰہ وانا الیہ راجعون "

یعنی ہم اللہ کا مال ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے والے ہیں"

اگر تمہیں شکر کا مقام حاصل ہو جائیگا تو تمہارا
نام شاکرین میں لکھ لیا جائے گا!!

اللہ کا مال تھا۔ اللہ نے لے لیا۔ اور ہم بھی اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، ہم بھی اسی کے پاس جانے والے ہیں۔ اس میں دو مضمون ذکر کر دیئے۔ ایک یہ کہ اگر یہ نعمت چھن گئی تو ہم خود چھننے والے ہیں، نہ صرف یہ کہ یہ نعمت پائیدار نہیں تھی۔ خود ہمارا وجود بھی پائیدار نہیں ہے۔ پھر اس پر اتنا غم کیوں کیا جائے۔ اور دوسرے یہ کہ ہم اللہ کی بارگاہ میں پہنچنے والے ہیں تو ہمیں تمام تکالیف، تمام مصائب اور تمام پریشانیوں کا اجر اور بدلہ عطا فرمائیں گے۔

حدیث شریف میں فرمایا ہے:-

مایصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا ھم ولا حزن ولا اذی ولا غم حتی الشوکۃ یشاکھا الا کفر اللّٰہ بھا من خطایاہ (مشکوٰۃ بروایت بخاری ومسلم)

مسلمان کو کوئی تکلیف، کوئی بیماری، کوئی پریشانی،

وئی غم، کوئی ایذار، کوئی صدمہ پہنچے، حتیٰ کہ اس کے
کانٹا بھی چبھے، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمان کے
گناہ جھاڑ دیتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں فرمایا ہے:

یود اھل العافیۃ یوم القیامۃ حین
یعطی اھل البلاء الثواب لو ان
جلودھم کانت قرضت فی الدنیا
بالمقاریض۔

قیامت کے دن جب اہل مصیبت کو ثواب عطا کیا جائے
گا تو عافیت والے لوگ یہ تمنا کریں گے کہ کاش
ان کے چمڑے دنیا میں قینچیوں سے کاٹ دیئے جاتے
(اور یہ ثواب ان کو بھی مل جاتا)

تو یہ اللہ تعالیٰ کا انعام و احسان ہے کہ بندہ مومن کو
تکلیف پہنچتی ہے اور اس پر وہ صبر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی
ا کے لئے اس کو برداشت کرتا ہے، کوئی شکوہ شکایت
یں کرتا تو حق تعالیٰ شانہ، اس کے لئے انعامات کے دروازے
ول دیتے ہیں، اور اس کو اپنی عنایات الطاف کا مورد بنا
یتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ شکر اور صبر یہ ایمان کے دو بازو ہیں۔
ن پر ایمان پرواز کرتا ہے۔ اب دعا کیجئے کہ حق تعالیٰ شانہ
یں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، اور
یں اپنے شکر گذار بندوں میں سے بنائیں، ہم کمزور ہیں،
ق تعالیٰ شانہ ہمیں عافیت کی نعمت عطا فرمائیں۔ اور
م تکالیف اور مصائب و پریشانیوں سے ہماری حفاظت
مائیں، اور جب کوئی تکلیف پیش آئے تو حق تعالیٰ شانہ
یں اس پر صبر و رضا کی توفیق نصیب فرمائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العالمین

شیر شاہ کالونی کراچی میں ہفت روزہ
ختم نبوۃ ملنے کا پتہ

مکتبہ رشیدیہ ڈی بلاک پنجابی
چوک شیر شاہ کالونی کراچی

تقویٰ

بلال حسین امین..... اٹک

تقویٰ کا لفظ وقی سے نکلا ہے۔ لفظی معنی بچنے، پرہیز کرنے اور ڈرنے کے ہیں۔ ان ہی معانی میں یہ لفظ قرآن اور حدیث میں استعمال ہوا ہے۔ مولانا شبلی نعمانیؒ نے اپنی کتاب سیرت النبیؐ میں ان الفاظ میں تقویٰ کی تعریف کی ہے۔

"تقویٰ دل کی اس کیفیت کا نام ہے۔ جو انسان کے دل میں جو خیر و شر کی تمیز، خیر کی طرف رغبت اور شر سے نفرت کا جذبہ پیدا کر دیتی ہے۔"

تقویٰ کی مزید وضاحت حضرت عمر فاروقؓ اور کعب الاحبارؓ کے مکالمے سے ہو سکتی ہے۔

"حضرت عمرؓ نے کعب الاحبارؓ سے سوال کیا کہ تقویٰ کسے کہتے ہیں۔ کعب الاحبارؓ نے کہا کہ آپؓ کبھی ایسے راستے سے گزرے جس کے دونوں طرف خاردار جھاڑیاں ہوں۔ فاروق اعظمؓ نے جواب دیا۔ کئی مرتبہ چلا ہوں کعب الاحبارؓ نے عرض کیا کہ آپ ایسے موقع پر کیا کرتے ہیں؟ فاروق اعظمؓ جواب دیا "میں اپنا دامن سمیٹ کر چلتا ہوں" کعب الاحبارؓ نے فرمایا "بس یہی تقویٰ ہے"، کہ انسان شاہراہ زندگی پر چلتے ہوئے پھونک پھونک کر قدم رکھے۔ اور گناہوں اور نافرمانیوں کی جھاڑیوں میں الجھنے سے اپنے دامن کو بچالے۔"

ایک دفعہ حضورؐ نے اپنے دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین دفعہ فرمایا:

التقویٰ ھھنا۔ تقویٰ یہاں ہے۔

تقویٰ ایک قلبی عبادت ہے جس کا مرکز دل ہے۔ رسول کریمؐ نے ایک موقع پر فرمایا:

انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا۔ اگر وہ ٹھیک ہو جائے تو تمام جسم ٹھیک استعمال ہوگا۔ اور اگر ان میں خرابی آجائے تو سارے جسم میں فساد آجائے گا۔ خبردار وہ ٹکڑا دل ہے۔

میں یہاں قرآن و حدیث کی روشنی میں تقویٰ کی اہمیت لکھنا ضروری سمجھوں گا۔

تقویٰ عالم اسلام میں عزت و شرافت کا معیار قرار پایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقکم

"بے شک اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے۔ جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے"

حضرت بلال حبشیؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، اور حضرت صہیب رومیؓ کی عزت تقویٰ کی وجہ سے ہی تھی۔

قرآن نے تقویٰ کو بہترین زاد راہ قرار دیا ہے۔ سورۃ اعراف میں قرآن مجید تقویٰ کو بہترین لباس کہتا ہے۔

قرآن پاک کئی مقامات پر تقویٰ کو نظام اخلاق کی بنیاد قرار دیتا ہے۔ مثلاً۔ ترجمہ۔

(۱) عدل کرو یہ تقویٰ کے بہت قریب ہے۔ (المائدہ)

(۲) اور اگر تم معاف کرو تو یہ بات تقویٰ کے بہت قریب ہے۔ (البقرۃ)

(۳) اور صبر اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ بڑی ہمت کی بات ہے۔ (آل عمران)

باقی صفحہ ۲۰ پر

ایک مدعی نبوت

بایزید انصاری عرف روشن پیر جالندھری

از ——— حضرت مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری

بایزید ابن عبداللہ انصاری ۹۳۱ھ میں بمقام جالندھر (پنجاب) میں پیدا ہوا۔ نبوت کا مدعی تھا۔ کہتا تھا کہ جبریل امین میرے پاس رب العالمین کی طرف سے پیغام لاتے ہیں اور میں خالق کون و مکاں کو اپنی دو ظاہری آنکھوں سے دیکھتا ہوں۔ اور بلا توسل جبریلؑ بھی خدا سے بالمشافہ گفتگو کرتا ہوں۔ بایزید نے اپنا لقب روشن پیر رکھا تھا۔ ایک دفعہ کہنے لگا کہ مجھے غیب سے ندا ہوئی ہے کہ تمہیں سب لوگ روشن پیر کہا کریں چنانچہ اس کے پیرو کار اسے ہمیشہ اسی لقب سے یاد کرتے تھے مگر عامۃ المسلمین میں وہ تاریک پیر کے نام سے شہرت رکھتا تھا۔

بایزید صاحب تصنیف تھا۔ بہت سی کتابیں عربی، فارسی، ہندی اور پشتو میں مدون کیں۔ اس کی ایک کتاب کا نام "خیر البیان" ہے جسے عربی، فارسی، ہندی اور پشتو زبانوں میں لکھا تھا۔ کہتا تھا کہ "خیر البیان" کلام الٰہی ہے اس میں حرف وہی باتیں ہیں جو رب العالمین نے مجھے مخاطب کر کے کہیں" اسی بنا پر اس کے پیرو اس کے صحیفۂ الٰہی ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے اس کی ایک اور کتاب کا نام "حال نامہ" تھا اس میں اپنے سوانح حیات ملنبد کئے تھے۔

بایزید کلام الٰہی کے حقائق و معارف بیان کرنے میں یدِ طولیٰ رکھتا تھا۔ اور لوگوں کے دل پر اس کے تبحر علمی کا سکہ جما ہوا تھا۔ اس کے دعوئی نبوت سے پیشتر مرزا محمد حکیم خلف ہمایوں بادشاہ صوبہ دار کابل نے اس دربار میں علماء سے اس کا مناظرہ کرایا۔ فقہائے کابل جو علوم عقلیہ سے بالکل عاری تھے روایتوں کے اسلحہ سے مسلح ہو کر مقابلہ کو آئے مگر بایزید کے مقابلہ میں محض منقولات سے کیا کام چلتا تھا علماء نے زک اٹھائی اور صوبہ دار اس کی خوبی تقریر اور زور کلام کی وجہ سے معتقد ہو گیا

پیر کے برکت انفاس سے محرومی

بایزید کو خورد سالی سے تحقیق کا شوق تھا اکثر لوگوں سے دریافت کرتا تھا کہ زمین و آسمان تو موجود ہیں مگر ان کا پیدا کرنے والا کہاں ہے ہمدردی و رفاہ خلائق اس کا مادہ خمیر تھی طفلی میں اگر اپنی زراعت کی نگرانی کے لئے جاتا تو دوسرے کاشتکاروں کے کھیت کی بھی خبر گیری کرتا۔ بیوہ اور بوڑھی عورتوں کو سودا سلف لا دیتا ان کے گھڑے بھر لاتا۔ بیکس و درماندہ لوگوں کو کھانا پکا دیتا اگر محتاج ہوتے تو کھانا بھی اپنے گھر سے پہنچا دیتا۔ ادنیٰ اعلیٰ سب کا خدمت گار تھا۔ کبھی کسی کا سوال رد نہ کیا اس کا مقولہ تھا کہ جس شخص کی ذات سے مسلمانوں کو فائدہ نہیں پہنچتا اس میں اور کتے بلی میں کیا فرق ہے؟

یہ شخص اوائل سے متعبد و پرہیزگار تھا۔ ہر وقت یاد الٰہی میں معروف رہتا تھا۔ ان دنوں میں اس کے اقرباء میں سے خواجہ اسمٰعیل نام کا ایک صوفی جالندھر میں مسند ارشاد پر متمکن تھا بہت لوگوں نے اس کی صحبت میں رہ کر فیض باطنی حاصل کیا۔ بایزید نے بھی اس کے حلقہ مریدین میں داخل ہونے کا قصد کیا مگر اس کا باپ عبداللہ مانع ہوا اور کہنے لگا "میرے لئے یہ ننگ و عار ہے کہ تم اپنے ہی خویشوں میں سے ایک فرومایہ شخص کے ہاتھ پر بیعت کرو بہتر یہ ہے کہ ملتان جا کر بہاؤ الدین زکریا ملتانی کی اولاد میں سے کسی کو اپنا ہادی بناؤ" بایزید کہنے لگا کہ "شیخی اور پیری کوئی موروثی چیز نہیں ہے" بہر حال کہیں بھی مرید نہ ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شیطان نے اس پر پنجہ اغوا مارا اور تقدس کے دوسرے دکانداروں کی طرح اس کو اپنے حلقہ ارادت میں داخل کر لیا۔ اس کے عربی الہام "دبستان مذاہب" میں درج ہیں جو صاحب ان کو دیکھنا چاہیں وہ کتاب مذکور کی طرف رجوع کریں۔

خوشخبری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قیام سے لے کر آج تک مرکزی "دار المبلغین" کا شعبہ مصروف عمل ہے جس میں ہزارہا ملکی و غیر ملکی طلباء و علماء نے ردِ قادیانیت کا کورس کیا۔ امسال ۱۴۱۰ھ میں یہ کورس ۱۵ شعبان سے ۳۰ شعبان تک دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہو رہا ہے جس کی نگرانی عالمی مجلس کے بزرگ رہنما حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی فرمائیں گے۔ ملک کے پروفیسر، لیکچرر، دانشور، علماء کرام، مناظرین اسلام "ردِ قادیانیت" کے مختلف عنوانات پر لیکچر دیں گے۔ علماء، خطباء، منتہی طلباء، سکولز و کالجز کے سٹوڈنٹس سادہ کاغذ پر اپنے کوائف لکھ کر درخواستیں ارسال کریں۔ تمام مقامی جماعتیں اپنے ہاں سے نمائندے بھجوائیں۔ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان فون ۴۰۹۷۸

ملحد کی صحبت کا اثر اور بیٹے پر باپ کا قاتلانہ حملہ

جب بڑا ہوا تو وطن مالوف کو الوداع کہہ کر ماں کے ساتھ اپنے والد کے پاس کانی کرم واقع کوہ ائے روہ کو چلا گیا۔ وہاں کوئی تجارت شروع کی جب کچھ روپیہ جمع ہو گیا تو گھوڑوں کی خرید وفروخت کے لئے سمرقند گیا اور وہاں سے دو گھوڑے خرید کر ہندوستان لایا۔ کالنجر پہنچ کر ملا سلیمان کالنجری کا نام ایک ملحد کی صحبت میں رہا۔ ملحد مذکور تناسخ کا قائل تھا بایزید اس کے اثر صحبت سے تناسخی العقیدہ ہو کر نعمت ایمان سے محروم ہو گیا۔ جب کالنجر سے لوٹ کر کانی کرم پہنچا تو اپنے عقیدہ تناسخ کی نشر و توزیع شروع کر دی عبداللہ کو جو ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھا بیٹے کی یہ حرکت سخت ناگوار ہوئی یہاں تک کہ غیرت دینی سے مجبور ہو کر بیٹے پر چھری سے حملہ کر دیا۔ اور اسے بری طرح مجروح کیا بایزید کانی کرم سے ننگرہار کو چلا گیا اور وہاں علاقہ مہمند میں سلطان احمد کے مکان پر رہنے لگا۔ جب علماء کو اس کی بدمذہبی کا حال معلوم ہوا تو مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو اس کی طرف سے سخت بدگمان کر دیا۔ اس لئے تمام لوگ اس سے دور بھاگنے لگے غرض اس جگہ اس کا کسی پر جادو نہ چل سکا۔ یہاں سے بے نیل مرام پشاور کی طرف گیا اور غوریا خیل پٹھانوں میں جا کر رہنے لگا۔ چونکہ اس علاقہ میں علماء حکم رکھتے تھے مزاحمت کرنے والا کوئی نہ تھا اسے خاطر خواہ کامیابی ہوئی یہاں تک کہ اس سرزمین میں بلا شرکت غیرے پیری پیشوائی کا تاج و تخت حاصل کر لیا اور قریب قریب ساری قوم خیل اس کی مطیع ہو گئی۔ پھر ہشت نگر میں گیا یہاں بھی اس کی مشیخت کو بڑا فروغ ہوا مگر علماء ربانیہ خبر کرنے کے لئے اٹھ آئے اخوند درویزہ سے اس کا مناظرہ ہوا۔ بایزید مغلوب ہو گیا مگر اس کے مرید ایسے خوش اعتقاد اور طاقتور تھے کہ اخوند درویزہ کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں جب بایزید کی مذہبی غارت گری کا حال محسن خان نے سنا جو ان دنوں اکبر بادشاہ کی طرف سے کابل کا گورنر تھا تو وہ بہ نفس نفیس ہشت نگر آیا اور اسے گرفتار کر کے کابل لے گیا۔ مدت تک وہاں زندان بلا کی سختیاں سہتا رہا۔ آخر رہا ہو کر ہشت نگر آیا اور اپنے تمام مریدوں کو جمع کر کے طوطی کے پہاڑوں میں گھس گیا۔

کچھ عرصہ تک مروجہ بندیوں میں مشغول رہا۔ وہاں سے تیراہ کی سیاحت کو آیا۔ اور وعظ و تذکیر کے فسوں پھونک کر آفریدی اور ورکزئی پٹھانوں کو بھی اپنے دام مریدی میں پھانس لیا۔ اہل تیراہ کے دلوں میں اس کی عقیدت کی گرمی اس طرح دوڑنے لگی جس طرح رگوں میں خون دوڑتا ہے

ایک عالم سے مذہبی چھیڑ چھاڑ

جس طرح ابلیس ہمارے مرزا غلام احمد صاحب کو اپنی نورانی شکل دکھایا کرتا تھا اور یہ بیچارے اس کو اپنا معبود برحق یقین کیا کرتے تھے اسی طرح بایزید بھی ابلیس کے رخ انور کے شرف دیدار سے مشرف ہو کر اس کو (معاذ اللہ) خدائے برتر سمجھ بیٹھا تھا چنانچہ اسی اذعان و یقین کی بنا پر لوگوں سے یہ سوال کیا کرتا تھا کہ تم لوگ کلمہ شہادت کس طرح پڑھتے ہو؟ وہ کہتے۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا پرستش کے لائق کوئی نہیں۔

بایزید کہتا کہ جس کسی نے خدا کو دیکھا اور پہچانا نہیں وہ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود سچا نہیں تو وہ اپنے قول میں جھوٹا ہے کیونکہ جو شخص خدا کو نہیں دیکھتا وہ اس کو پہچانتا بھی نہیں۔

مولانا زکریا نام کے ایک سرحدی عالم نے بایزید سے کہا کہ تمہیں کشف القلوب کا دعویٰ ہے بتاؤ اس وقت میرے دل میں کیا ہے؟ بایزید نے ملحدانہ عیاری سے کام لے کر جواب دیا کہ میں تو یقیناً کاشف قلوب اور لوگوں کے خواطر قلوب سے آگاہ ہوں لیکن تمہارے اندر تو دل ہی نہیں ہے اگر تمہارے اندر دل موجود ہوتا تو میں یقیناً اس کی اطلاع دیتا۔ مولانا زکریا نے کہا اچھا اس کا فیصلہ آسان ہے یہ قوم کے لوگ سن رہے ہیں۔ تم مجھے قتل کر دو۔ اگر میرے اندر میں سے دل برآمد ہوا تو پھر لوگ تمہیں بھی ہلاک کر دیں گے۔ بایزید نے کہا کہ یہ دل جس کو تم دل سمجھ رہے ہو یہ تو گائے بکری اور کتے تک میں موجود ہے دل سے مراد گوشت کا ٹکڑا نہیں دل اور ہی چیز ہے چنانچہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قلب المومن اکبر من العرش واوسع من الکرسی

مومن کا دل عرش سے بڑا اور کرسی سے زیادہ وسیع ہے۔

مگر بایزید کا یہ بیان بالکل لغو ہے دل وہی گوشت کا لوتھڑا ہے جو صوفیائے کرام کی اصطلاح میں "لطیفہ قلب" کہلاتا ہے اور حدیث میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جب اس کی اصلاح ہو جائے تو سارے جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے اور جب اس میں فساد رونما ہو تو سارا جسم فاسد ہو جاتا ہے معلوم ہوا کہ یہ دل ہے۔

حضرات صوفیہ طرح طرح کے اذکار و اشغال سے اس قلب کی اصلاح میں کوشاں رہتے ہیں جب یہ اصلاح پذیر ہو جاتا ہے تو اس پر تجلیات الٰہیہ کا ورود ہوتا ہے۔ اور دل معرفت الٰہی کے نور سے جگمگا اٹھتا ہے اس دل کی آنکھوں سے اہل اللہ خدائے بیچوں کو بے کیف دیکھتے ہیں۔ اسی دل پر خواطر و خیالات اس طرح موجزن رہتے ہیں جس طرح سطح آب پر لہریں اٹھتی ہیں۔ چونکہ بایزید کو کشف قلوب کا دعویٰ تھا مولانا زکریا اس سے اپنے دل کا راز دریافت کرنے میں حق بجانب تھے لیکن بایزید نے جیسا کہ دجالوں کا عام شعار ہے اس سوال کو باتوں ہی میں اڑا دیا "مومن کے دل کے عرش سے زیادہ بڑے اور کرسی سے زیادہ وسیع" ہونے کا مقولہ جو بایزید نے حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا تو یہ محض افتراء ہے یہ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تو ارشاد گرامی نہیں البتہ ممکن ہے کسی صوفی کا قول ہو

اس کے بعد مولانا زکریا نے کہا کہ تمہیں کشف قبور کا دعویٰ ہے ہم تمہارے ساتھ گورستان چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کوئی مردہ تم سے ہمکلام ہوتا ہے یا نہیں؟ بایزید نے کہا کہ مردہ تو یقیناً مجھ سے ہمکلام ہو گا اور میں اس کی باتیں سنوں گا لیکن مشکل یہ ہے کہ تم کچھ نہ سنو گے۔ اگر تم مردے کی بات سن سکتے تو میں تمہیں خبر کیوں کہتا؟ اس جواب پر لوگ کہنے لگے کہ پھر لوگ کس طرح یقین کریں کہ تم حق پرست ہو؟ بایزید بولا کہ تم میں سے ایک شخص جو سب سے بہتر اور فاضل ہو وہ میرے پاس رہے اور میرے آئین کے موافق عبادت و ریاضت بجا لائے اگر اسے کچھ نفع ہو تو پھر میرا مرید ہو جائے۔

ہمارے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بھی اسی قسم کی ایک مضحکہ خیز شرط پیش کی تھی کہ جو کوئی میرا معجزہ دیکھنا چاہے وہ قادیان آئے اور نہایت حسن اعتقاد کے ساتھ ایک سال تک قادیان رہے اس کے بعد میں معجزہ دکھادوں گا۔“

ملک مرزا نام کا ایک شخص بایزید سے کہنے لگا کہ اے بایزید لغو بیانی سے باز آ اور مسلمانوں کو کافر اور گمراہ مت کہہ جو کوئی چاہے تمہاری پیروی کرے اور جو پسند نہ کرے وہ اپنی راہ پر گامزن رہے۔“ بایزید بولا کہ اگر کسی مکان میں جانے کا ایک ہی راستہ ہو بہت سے آدمی اس میں سوئے ہوں۔ اور اس گھر کو آگ لگ جائے اچانک ان میں سے ایک آدمی کی آنکھ کھل جائے کیا وہ دوسروں کو بیدار کرے یا نہیں کرے؟ لیکن یہ تمثیل صحیح نہیں تھی مسلمان تو پہلے سے بیدار تھے ان کو خواب گمراہی کا یہ مست بھلا کیونکر بیدار کر سکتا تھا ع

آنکس کہ خود گم است کرا رہبری کند

لوگوں نے کہا اے بایزید اگر حق تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے تو بلا تامل کہو کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آتے ہیں اور میں مہدی ہوں لیکن مسلمانوں کو کافر اور گمراہ مت کہو۔“

اکبر شاہ کا حریف مقابل

سرحدی عقیدت مندوں سے قوی پشت ہو کر بایزید نے سرحد میں اپنے قدم نہایت مضبوطی سے جمالئے یہاں تک کہ اکبر شاہ کی حمایت سے باہر ہو کر اس کا حریف مقابل بن گیا اور کھلم کھلا علم ستیزہ کاری بلند کر دیا۔ بایزید اپنی تقریروں میں کہتا تھا کہ مغل ظالم اور جفا پیشہ ہیں انہوں نے افغانوں پر حد سے زیادہ ظلم توڑے ان سب باتوں سے قطع نظر اکبر بادشاہ سخت بے دین ہے۔ اس لئے اس کی اطاعت ہر کلمہ گو پر حرام ہے۔“ ان کی تقریروں کا یہ اثر ہوا کہ ہر جگہ آتش ہیجان مشتعل ہوئی اور اکثر سرحدی قبائل اکبر سے منحرف ہو گئے۔

جب بایزید کی چیرہ دستیاں حد سے زیادہ بڑھ گئیں تو اکبر کے کان کھڑے ہوئے اور اس نے ایک لشکر جرار اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ لیکن شاہی لشکر خود ہی سرکوب ہو کر بھاگ آیا۔ اس فتح سے بایزید کے حوصلے اور زیادہ بڑھے افغانوں کی نظر میں شاہی فوج کی کچھ حقیقت نہ رہی اور سرحدی علاقوں میں اکبری حکومت کے خلاف ایسے ایسے مفاسد پیدا ہوئے جو شب سیاہ سے بھی زیادہ تاریک تھے اکبر یہ دیکھ کر گھبرایا لیکن وہ بھی بساط تدبیر کا پکا شاطر تھا۔ اس نے اہل تیراہ کو زر و مال کے انجھے سے رام کر کے اپنے ڈھب پر لگا لیا۔ اب تیراہی ظاہر میں تو بایزید کا کلمہ پڑھتے تھے مگر باطن سلطنت مغلیہ کے ہوا خواہ تھے۔ جب بایزید کو تیراہیوں کے مکروہ نفاق کا علم ہوا تو اس نے بہتوں کو خون ہلاکت کا گلگوں کیا اور بعض کو ملک بدر کیا انجام کار اس کے پیرو تیراہ پر پوری طرح متسلط ہو گئے۔ اب اس نے ننگر ہار پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور جن بستیوں نے اس کے حکم سے ذرا بھی سرتابی کی انہیں لوٹ کر برباد کر دیا گیا یہاں تک کہ سرحد میں کسی کو چون و چرا کی گنجائش باقی نہ رہی مگر ان سفاکیوں کی وجہ سے فضائے ملک مکدر ہونے لگی اور بعض قبائل بایزید کی اطاعت سے منحرف ہو گئے مگر چونکہ اس کی شان و شوکت اور وسعت اقتدار غایت درجہ پر پہنچ چکی تھی اس لئے کوئی مخالفت بار آور نہ ہوئی:

بایزید کا علم یکتائی وہ بدن بلند ہوتے دیکھ کر اکبر خدا یعنی دل کا طواف کرنا اور نفس امارہ سے جنگ کرنا اور ملائکہ کی سی اطاعت کرنا طریقت کا فعل ہے۔

دائم یاد حق میں مصروف رہنا۔ ماسوی اللہ کا پردہ دل سے دور کرنا اور جمال دوست کا نظارہ کرنا حقیقت کا فعل ہے نور عقل کے ذریعہ سے اس کو ہر جگہ معلوم کرنا اور مخلوقات میں سے کسی کو مضرت نہ پہنچانا معرفت کا فعل ہے اور حق کو پہچاننا اور تسبیح کی آواز سننا اور اس کو سمجھنا وصلت کا فعل ہے۔ اور اپنے وجود کو ترک کرنا اور ہر فعل کا مصدر ذات باری کو تعین کرنا اور فضولیات سے بچنا اور وصال کو پہنچنا قربت کا فعل ہے اپنی ذات کو حق مطلق میں فانی کر دینا اور باقی مطلق ہو جانا اور واحد کے ساتھ موحد ہو جانا شر سے پرہیز کرنا توحید کا فعل ہے اور مسکن اور ساکن ہونا صفات باری تعالیٰ اختیار کرنا اور اپنے وصف کو چھوڑ دینا سکونت کا فعل ہے اور سکونت سے بالاتر کوئی درجہ نہیں۔

قربت، وصلت، وحدت اور سکونت وغیرہ اصطلاحیں خاص بایزید کی تراشی ہوئی ہیں وہ ان مراتب کو شریعت طریقت اور معرفت سے فائق جانتا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ حسب دلخواہ عربی عبارتیں لکھ کر ان کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیتا تھا۔ اور پھر بات بات میں کہنے لگتا کہ حدیث میں یوں آیا ہے۔ مثلاً کہتا تھا کہ رسول عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے۔

الشریعۃ کمثل اللیل والطریقۃ کمثل النجوم والحقیقۃ کمثل القمر والمعرفۃ کمثل الشمس ولیس فوق الشمس شیء

شریعت رات کی مانند ہے۔ طریقت ستاروں کا حکم رکھتی ہے، حقیقت قمر کی طرح ہے اور معرفت آفتاب کی مانند ہے اور آفتاب سے فائق و برتر کوئی چیز نہیں۔“

حالانکہ یہ دعویٰ بدیہی البطلان ہے کہ شریعت رات کی مانند ہے ان خرافات کا قائل ملحدوں کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ ان خرافات کو حضرت شارع علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جا سکے۔

بایزید کی شریعت

یہ تو اس کے متصوفانہ اقوال تھے اب اس کی شریعت

بادشاہ ہر وقت انتقام کے لئے دانت پیس رہا تھا۔ آخر بایزید کے استیصال کا عزم صمیم کر کے ایک اور فوج گراں روانہ کی۔ اور صوبہ دار کابل کو بھی کابل سے یورش کرنے کا حکم دیا محسن خان صوبہ دار کابل جلال آباد سے تیار ہو کر بایزید پر چڑھ آیا۔ اور ادھر سے افواج شاہی نے اس پر یورش کر دی۔ غرض ہنگامہ کارزار گرم ہوا اور ہر طرف کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ ہر چند کہ افغانستان کے مختلف حصوں سے سر بکف ہو کر جانباز بایزید کی تائید میں اٹھے چلے آ رہے تھے لیکن چونکہ بایزید کا ستارہ سو بہ زوال ہو گیا تھا۔ دو طرفہ فوجوں کے مقابلہ سے عہدہ برآ نہ ہو سکا۔ اور شکست فاش کھائی اگر بعض اتفاقی امور نے مساعدت نہ کی ہوتی تو بس بایزید کا خاتمہ ہی تھا۔ اس کے اکثر پیرو مارے گئے اور بعض دشوار گذار پہاڑیوں پر چڑھ گئے۔ خود بایزید نے ہشت نگر کی طرف بھاگ کر جان بچائی۔

اب بایزید از سر نو فراہمی لشکر میں مشغول ہوا مگر عمر نے وفا نہ کی اور موت کے فرشتے نے پیام اجل آ سنایا افغانستان کے سلسلہ کوہ میں بھتر لوپک پہاڑی پر اس کی قبر ہے۔

بایزید کے بعض متصوفانہ اقوال

بایزید کے متصوفانہ اقوال جن کی بناء پر بعض سادہ لوح

ظاہر بین اس کو عارف باللہ یقین کرتے تھے بایزید کی کتاب "خان مہ" میں درج ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں:۔

زبان سے کلمہ شہادت کہنا اور اس کی تصدیق کرنا شریعت کا فعل ہے اور زبان کو ہر وقت تسبیح و تہلیل اور ذکر خداوندی میں مصروف رکھنا اور دل کو وساوس و خطرات سے پاک رکھنا طریقت کا فعل ہے۔

ماہ رمضان کا روزہ رکھنا اور کھانے پینے اور جماع سے باز رہنا شریعت کا فعل ہے اور روزہ (نفل) سیر کرنے سے بچنا کم خوری کی عادت کرنا اور جسم کو برائیوں سے محفوظ رکھنا طریقت کا فعل ہے۔

مال کی زکواۃ اور عشر دینا شریعت کا فعل ہے اور فقیر اور روزہ دار کو کھانا کپڑا دینا اور درماندوں کی دستگیری کرنا طریقت کا فعل ہے۔

بیت خلیل کا طواف کرنا اور ہر قسم کے گناہ اور لڑائی جھگڑے سے باز رہنا شریعت کا فعل ہے اور خانہ کا باکپن ملاحظہ ہو:۔

بایزید مسلمانوں کا ذبیحہ حرام بتاتا تھا اور کہتا تھا کہ جو شخص میرے تمام دعووں میں مجھے سچا نہیں جانتا اور وحدت وجود کے مسئلہ پر ایمان نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں اس لئے اس کے ہاتھ کا ذبیحہ حرام و نجس ہے۔

بایزید خود نماز کا پابند تھا اور اپنے پیروں کو بھی اس کی تاکید کرتا تھا مگر قبلہ کی تعیین کا پابند نہ تھا۔ بلکہ جدھر چاہتا منہ کر کے نماز پڑھ لیتا۔ اور جب اس پر اعتراض ہوتا تو اس آیۃ قرآنی سے استدلال کرتا۔

فاینما تولوا فثم وجه الله

۲ ، ۱۱۵

تم لوگ جس طرف منہ کرو ادھر ہی اللہ تعالیٰ کا رخ ہے:۔

مگر یہ استدلال بالکل باطل ہے اس آیۃ کے یہ معنی نہیں کہ ہر شخص مجاز ہے کہ جدھر چاہے منہ کر لیا کرے بلکہ اس آیۃ میں محض یہود کے اعتراض کا جواب دیا گیا ہے۔ آغاز اسلام تک اہل ایمان کا قبلہ بیت المقدس چلا آتا تھا۔ لیکن جب بیت المقدس کی جگہ کعبہ معلیٰ مقرر ہوا تو یہود نے تبدیل کعبہ پر اعتراض کیا۔ اس کے جواب

باقی صفحہ ۲۹ پر

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظمؓ کی کرامات

مولانا مفتی غلام مرتضیٰ، جامعہ اشرفیہ شاہ کوٹ

کرامات کرامۃ کی جمع ہے۔ اس کا لغوی معنیٰ نفیس ہونا عزت دار ہونا اور سخی ہونا آیا ہے اور اس کا اصطلاحی معنیٰ یہ ہے کہ کرامت اس خرق عادت فعل کو کہتے ہیں جو مومن نیکو کار کے ہاتھ سے ظاہر ہو لیکن نہ تو صاحب کرامت نبوت کا دعویدار ہو اور نہ ہی صاحب کرامت کا مقصد کفار کا معارضہ و مقابلہ ہو۔ اولیاء کرام و بزرگان دین سے دو قسمیں کی چیزیں صادر ہوتی ہیں ۱۔ کرامات ۲۔ تصرفات۔ پس کرامات اولیاء کرام کے اختیار میں نہیں اور ان میں دوام و لزوم بھی نہیں اور تصرفات اولیاء کرام کے اختیاری ہوتے ہیں۔ ان تصرفات کو کرامات حقیقی طور پر نہیں کہہ سکتے۔ ہاں مجازی طور پر تصرفات کا اطلاق کرامات پر کیا جا سکتا ہے۔ تفصیل کے لیے امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۱۴۳ دیکھو نیز اہل سنت والجماعت کے نزدیک کرامت برحق ہے قرآن و حدیث میں اس کے کثیر دلائل ہیں البتہ کرامت کا منکر خاطی ہے اور مذہب حقہ کے خلاف ہے کافر نہیں۔ خلیفہ ثانی مراد نبی فاروق اعظم کی کافی کرامات ہیں ان میں سے چند کا میں نے انتخاب کیا ہے

۱۔ کرامت مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۶ میں ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ فاروق اعظمؓ نے (ایران کے صوبہ ہمدان کے جنوب میں واقع مقام نہاوند کو) ایک لشکر بھیجا۔ اس کے ایک حصہ کا سپہ سالار ساریہ نامی شخص کو بنایا۔ ایک دن فاروق اعظمؓ مسجد نبوی میں خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے (اور حاضرین میں حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کے علاوہ دوسرے صحابہ و تابعین بھی تھے) تو انہوں نے دوران خطبہ اچانک چلا چلا کر کہنا شروع کیا کہ ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ (یعنی میدان جنگ کا موجودہ مورچہ چھوڑ کر پہاڑ کے دامن میں چلے جاؤ اور پہاڑ کو پشت بنا کر نیا مورچہ بنالو) لوگوں کو سن کر بڑا تعجب ہوا اور پھر چند دنوں کے بعد لشکر سے ایک قاصد آیا اور اس نے میدان جنگ کے حالات سنا کر کہا، اے امیر المومنین دشمن نے ہمیں آن لیا تھا اور ہم شکست سے دوچار ہوا ہی چاہتے تھے کہ اچانک ہمارے کانوں میں آواز آئی جو چلا چلا کر کہہ رہا تھا ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ چنانچہ یہ آواز سنکر ہم نے اپنا مورچہ چھوڑ دیا اور پہاڑ کی سمت جا کر پہاڑ کو اپنا پشتیبان بنا لیا پھر اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست دی صاحب مظاہر حق ج ۵ ص ۵۶۵ میں لکھتے ہیں اس واقعہ سے فاروق اعظم کی تین کرامات معلوم ہوئیں ۱۔ جنگ نہاوند کا منظر سینکڑوں میل دور سے مسجد نبوی میں دیکھا ۲۔ دوران خطبہ اچانک بلند ہوئی تھی سینکڑوں میل دور نہاوند کے مقام تک پہنچ گئی ۳۔ آپ کی برکت سے اس جنگ میں اہل اسلام کو فتح ہوئی۔ اسی لیے علامہ اقبال کہتے ہیں کہ ؎

مرد سپاہی ہے وہ اس کی زرہ لا الہ
سایہ شمشیر میں اس کی پنہ لا الہ

کرامت ۲۔ مرقات ج ۱۱ ص ۳۱۱ میں ہے کہ جب ملک مصر فتح ہوا تو اہل مصر عمرو بن العاصؓ کے پاس آئے اور کہا امیر المومنین ہمارے دریائے نیل کا ایک طریقہ ہے جس کے بغیر اس کا پانی جاری نہیں ہوتا۔ آپ نے کہا وہ کیا انہوں نے کہا جب اس مہینہ کی گیارہ تاریخ گذر جاتی ہے تو "ہم ناز و نعمت میں پلی ہوئی ایک خوبصورت لڑکی لیتے ہیں اور اس کے والدین کو کچھ دے دلا کر راضی کر کے لڑکی کو عمدہ سے عمدہ زیورات و کپڑے پہنا کر دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ تو اسلام میں کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ دین اسلام نے جملہ رسومات جاہلیہ کو مٹا دیا ہے پس وہ لوگ کچھ روز تک انتظار کرتے رہے، مگر دریائے نیل جاری نہ ہوا۔ یہاں تک کہ اہل مصر شہر بدر ہونے پر آمادہ ہوئے۔ حضرت عمرو ابن العاصؓ نے جب یہ حالت دیکھی فاروق اعظمؓ کے نام ایک خط لکھ کر تمام حالات بتلائے حضرت عمرؓ نے جواب لکھا۔ آپ نے جو کچھ کیا صحیح کیا بے شک دین اسلام نے جملہ رسومات جاہلیہ کو ختم کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے مکتوب کے اندر ایک چھوٹا سا پرچہ رکھ کر عمرو بن العاص کے پاس لکھ دیا کہ میں ... مکتوب کے اندر ایک پرچہ تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا جب عمرو بن العاص کے پاس وہ خط آیا تو آپ نے اسکو کھولا۔ اس میں

یہ لکھا ہوا تھا۔ اللہ کے بندے امیر المومنین عمر بن الخطابؓ کی طرف سے دریائے نیل کے نام اگر تو از خود جاری ہوتا تو جاری ہو یا نہ ہو ہمیں کوئی پرواہ نہیں اور اگر تجھے خدا جاری کرتا ہے تو میں خدا واحد قہار سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری کر دے۔ عمرو بن العاصؓ نے اس پرچے کو صلیب (اہل نجوم کی اصطلاح میں کواکب اربعہ کے طلوع ہونے کے ہیں) کے ایک روز قبل دریائے نیل میں ڈال دیا۔ پس اہل مصر نے اس حالت میں صبح کی کہ اللہ تعالےٰ نے دریائے نیل کو ایک ہی رات میں اس کی عادت سے سولہ ہاتھ اونچا جاری فرما دیا اور اہل مصر کے اس طریقہ جاہلیہ کو ہمیشہ کیلئے ختم فرما دیا۔ سچ فرمایا شیخ مصلح الدین سعدی مرحوم نے ؎

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد از حکم تو ہیچ

مرقات ص۲۱۳ ج ۱۱ کرامت ۳ یمن میں اسود بن قیس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس کے ساتھیوں نے ابو مسلم خولانی کو پکڑ کر اس کے سامنے پیش کیا۔ اسود نے سوال کیا۔ کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اسود نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو جھوٹا اور مرتد ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول ہیں اور آپکے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہو سکتا ظالم و مرتد اسود نے ابو مسلم خولانی کے بارے میں حکم دیا کہ اس کو آگ میں جلا دیا جائے۔ چنانچہ اس کے مرتدین ساتھیوں نے بہت بڑی آگ جلائی اور ابو مسلم خولانی کو اس آگ میں ڈال دیا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کیلئے آگ کو گلزار بنا دیا۔ اقبال کہتے ہیں ؎

آج بھی ہو جو ابراہیم سا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

اسود کے مرتد ساتھیوں نے کہا اس کو یمن سے جلا وطن کر دو ورنہ یہ دوسروں کو بھی بے دین کر دیگا۔ بہرحال اسود کے مرتدین ساتھیوں نے ابو مسلم خولانی کو یمن سے نکال دیا۔ ابو مسلم خولانی مدینہ منورہ میں چلے گئے۔ مدینہ منورہ داخل ہوتے ہی فاروق اعظمؓ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا یہ ابو مسلم خولانی ہے جس کو مرتد اسود نے آگ میں جلانے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالےٰ نے آگ کو گلزار بنا دیا، حالانکہ فاروق اعظمؓ خود یمن میں موجود نہیں تھے اور کسی نے آپکو یہ واقعہ بتلایا بھی نہیں، پھر فاروق اعظمؓ ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوئے، اور ان کے ساتھ معانقہ کیا اور فرمایا تو ابو مسلم خولانی (اصلی نام عبداللہ بن ایوب) نہیں۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ فاروق اعظمؓ یہ سن کر رو پڑے اور فرمایا جب اللہ تعالےٰ نے مجھے یہ واقعہ دکھایا میں نے اللہ تعالےٰ سے دعا کی کہ اے اللہ جب تک امت محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والتحیات میں مجھے ابراہیم علیہ السلام کے مشابہہ یہ آدمی زندگی میں نہ دکھائے اس وقت تک مجھے موت نہ دینا۔ اللہ تعالےٰ نے انکی ملاقات کروا کر میری دعا کو قبول فرمایا۔ کرامت ۴ مرقات ص۲۱۱ عمر بن خطاب نے ایک اعرابی کو دیکھا جو پہاڑ سے اتر رہا تھا۔

آپ نے فرمایا اس کا لڑکا فوت ہو چکا ہے جس کو یہ دفنا کر آیا ہے اور اپنے بیٹے کے مرثیے میں اس نے سات عربی اشعار کہے ہیں اگر میں چاہوں تو تم کو وہ اشعار سبعہ سنا سکتا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ اعرابی آپکی خدمت میں آیا۔ آپنے سوال کیا کہ تو کہاں سے آیا ہے اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنا بیٹا پہاڑ کے دامن میں دفنایا ہے۔ آپنے فرمایا کہ وہ سات اشعار اسکے مرثیے ہمیں بھی سنا، اس نے وہ سات اشعار سنائے۔ اشعار سنکر آپ اتنا روئے کہ آپکی داڑھی مبارک تر ہو گئی، پھر اعرابی نے سوال کیا کہ آپکو مرے متوفی بیٹے کے مرثیہ کے اشعار کیسے معلوم ہوئے حالانکہ ابھی تک میں نے کسی کو نہیں بتلایا۔ فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مرے دل

باقی ص۲۶ پر

جبار کارپٹس
ڈیلرز
قائد آباد کارپٹ ○ مون لائٹ ○ بلال کارپٹ ○
یونائیٹڈ کارپٹ ○ ڈیکورا کارپٹ ○ اولمپیا کارپٹ
مساجد کیلئے خاص رعائت
4 این آر ایونیو۔ ایس ڈی 1 بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی
فون نمبر : ۶۲۶۸۸۸

تقدیس حضرت عیسیٰ ابن مریم رسول ربانی

از طعن مرزائے قادیانی

از
بابو حبیب اللہ امرتسری

آیات قرآنی

سورۃ آل عمران۔ پارہ سوم کے رکوع ۱۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

"اذ قالت الملٰئکۃ یٰمریم ان اللّٰہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین ویکلم الناس فی المھد وکھلا ومن الصلحین ترجمہ جس وقت فرشتوں نے کہا کہ اے مریم تحقیق اللہ تعالیٰ تجھ کو بشارت دیتا ہے اپنی طرف سے ایک کلمہ کی کہ اس کا نام مسیحؑ عیسیٰ بیٹا مریمؑ کا ہے۔ دنیا میں اور آخرت میں عزت والا ہے اور خدا کے مقرب بندوں میں سے ہے + اور لوگوں سے باتیں کریگا جھولے میں اور ادھیڑ عمر میں اور صالحوں بندوں میں سے ہوگا "

نوٹ۔ قرآن مجید کی سورۃ البقرۃ۔ آل عمران۔ نساء۔ مائدہ۔ انعام۔ مریم۔ الانبیاء۔ مؤمنون۔ احزاب۔ زخرف۔ حدید۔ صف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر خیر آیا ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ آپ بن باپ پیدا ہوئے۔ آپ نے مہد میں باتیں کیں۔ آپ اللہ کے مقرب وصالح بندے ہیں۔ آپ نبی ہیں۔ آپ رسول ہیں۔ اللہ کی طرف سے ایک کلمہ ہیں۔ اللہ کی طرف سے ایک روح ہیں۔ آپ سے معجزات صادر ہوئے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کتاب وحکمت وتورات وانجیل سکھائی۔ آپ کو یہود قتل نہ کرسکے۔ اللہ نے آپ کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اور سورۃ زخرف کی آیت وانہ لعلم للساعۃ میں آپ کے قیامت سے پیشتر دوبارہ آنے کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہؓ بن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے۔ دیکھو مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۳۱۷/۳۱۸ تفسیر ابن جریر جلد ۲۵ صفحہ ۴۹ و ۵۰ + تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۲۰

مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال

(الف) کتاب کشتی نوح کے صفحہ ۶۵ کے حاشیہ اور اخبار الحکم قادیان مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۵ پر ہے :۔

"یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے مگر اے مسلمانو تمہارے نبی علیہ السلام تو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت ہیں۔ قرآن انجیل کی طرح شراب کو حلال نہیں ٹھہراتا پھر تم کس دستاویز سے شراب کو حلال ٹھہراتے ہو کیا مرنا نہیں"

(ب) اخبار بدر قادیان مورخہ ۷ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۰ پر ہے :۔

"یحییٰ جو نشہ نہیں پیتے تھے تو اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت بھی منع تھی۔ مسیح نے مرشد کی تقلید کیوں نہ کی"

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیانی کا قول

اخبار الفضل مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۵ پر ہے :۔

یسوع مسیح اور شراب

"عرض کیا گیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفات میں انجیل کی ایک یہ تعلیم بیان کی ہے کہ اتنی شراب مت پیو کہ مست ہوجاؤ۔ مگر انجیل میں یہ نہیں۔

حضور نے فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ انجیل سے استنباط فرمایا ہے۔ انجیل میں لکھا ہے: "شراب میں متوالے نہ بنو" اس کا یہی مطلب ہے کہ اتنی شراب نہ پیو جو مست کردے۔ دوسری طرف یسوع کا شراب پینا بھی انجیل میں ثابت ہے +

عرض کیا گیا۔ انجیل میں شیرۂ انگور پینے کا ذکر ہے شراب کا نہیں۔ فرمایا شیرۂ انگور عیسائیوں کی اصطلاح ہے۔ اسی کو شراب کہتے ہیں۔

ایک صاحب نے عرض کیا، انجیل کے انگریزی تراجم میں شیرۂ انگور کی جگہ وائن کا لفظ ہے جو ایک قسم کی شراب کا نام ہے حضور نے فرمایا کہ یسوع مسیح کا معجزہ کے طور پر شراب بنانا بھی انجیل میں لکھا ہے "

جواب

(۱) یہ تو سچ ہے کہ یورپ کے لوگوں کو شراب نے نقصان پہنچایا ہے لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (بقول مرزا صاحب) شراب پیا کرتے تھے۔

(۲) یورپ کے لوگوں کو شراب کے علاوہ شرک وکفر، زنا کاری، تثلیث پرستی اور لحم خنزیر نے بھی نقصان پہنچایا تھا مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دامن مبارک تمام عیبوں سے پاک تھا۔

(۳) مرزائی لوگ کہا کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے انجیلی یسوع کو بُرا کہا ہے مگر کشتی نوح کے صفحہ ۶۵ کے حاشیے پر مرزا صاحب نے الفاظ "عیسیٰ علیہ السلام" لکھے ہیں، لفظ یسوع نہیں لکھا ہے۔

(۴) بقول مرزا صاحب کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے اس جگہ الفاظ "پیا کرتے تھے" صیغہ ماضی استمراری کے ہیں اور دوام اور ہمیشگی پر دال ہیں۔

(۵) بقول مرزا صاحب کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے "شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے"۔ مرزا صاحب نے یہ نہ بتلایا کہ یہ عادت ان کی دعوے نبوت کے پہلے تھی یا دعویٰ رسالت کے بعد تھی۔ اور وہ بیماری کیا تھی۔ اور اس بیماری کا علاج کسی سے کیوں نہ کرایا۔

شریعت موسوی میں شراب کی حرمت

اخبار الفضل مورخہ ۲۹ اگست ۱۹۱۶ء کے صفحہ ۱۲ کالم نمبر ۱ میں ہے :۔

اسلام سے پہلے شریعت موسوی میں شراب کی حرمت موجود تھی چنانچہ بائبل بھی اس کی گواہ ہے احبار باب ۱۰ آیت ۸ تا ۱۱ میں لکھا ہے۔

"پھر خداوند نے خطاب کرکے ہارونؑ کو فرمایا کہ جب تم جماعت کے خیمے میں داخل ہو تو تم مے یا کوئی چیز جو نشہ کرنے والی ہو نہ پی جیو۔ نہ تو اور نہ تیرے"

بیٹے تا نہ کہ تم مرجاؤ۔ اور یہ تمہارے لئے تمہارے قرنوں میں ہمیشہ تک قانون ہے تاکہ تم حلال اور حرام اور پاک اور ناپاک میں تمیز کرو۔"

حضرت سلیمانؑ نبی اللہ کا قول

کتاب امثال سلیمانؑ نبی کے باب ۲۰ ویں کے درس اول میں ہے:۔

"مے مسخرہ بناتی ہے اور مست کرنے والی ہر ایک چیز غضب آلودہ کرتی ہے جو ان کا فریب کھاتا ہو وہ دانشمند نہیں ہے۔"

حضرت عیسیٰؑ نے شراب منع کی

(۱) اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۳۰ء صفحہ ۴ پر ہے:۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شراب کی برائی کا ان الفاظ میں اظہار فرمایا ہے۔ دنیا کی محبت گناہوں کی جڑ ہے عورتیں شیطان کا جال ہیں اور شراب برائی کی طرف لے جاتی ہے۔"

(۲) تفسیر درمنثور کی جلد دوم کے صفحہ ۳۲۰ پر ہے۔

"واخرج عبداللہ فی زوائد وعن جعفر بن حرقاس ان عیسیٰ بن مریم قال رأس الخطیئۃ حب الدنیا والخمر مفتاح کل شئ والنساء حبالۃ الشیطان۔"

انجیل میں شراب کی ممانعت

اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۳۰ء صفحہ ۴ پر ہے:۔

"انجیل، وید، مشرق اور مغرب کے علماء نے بھی شراب کی برائی خیال کرتے ہوئے اس کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔"

نئے عہد نامے میں شرابی کی مذمت

پولس کا پہلا خط قرنتیوں کو۔ باب ۶ درس ۱۰ میں ہے:۔

"فریب نہ کھاؤ کیونکہ حرامکار اور بت پرست اور زنا کرنے والے اور عیاش اور لونڈے باز اور چور اور لالچی اور شرابی اور گالی بکنے والے اور لٹیرے خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہوں گے۔"

قرآن مجید کا فرمان
شراب پینا شیطانی فعل ہے

اخبار فاروق قادیان مورخہ ۲۸ اپریل و ۷ مئی ۱۹۳۰ء صفحہ ۱ پر ہے:۔

"اور شراب پینا تو یقیناً شیطانی افعال میں سے ہے۔ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ (۵-۹۲)"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد

رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۱۹ کے حاشیے پر ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شراب ام الخبائث ہے۔ یعنی تمام برے کاموں کی ارتکاب کی دعوت دینے والی۔"

شرابی لوگوں کی حالت

رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۱ء کے صفحہ پر ہے۔

"شرابی لوگ روحانی عزم شجاعت اور تمام اعلیٰ قابلیتوں کو کھو بیٹھتے ہیں۔"

شراب درحقیقت ایک سخت زہر ہے

اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۱ء صفحہ پر ہے۔

"مسٹر انگز جیلڈ برائس۔ ایم ڈی۔ ڈی۔ پی۔ ایچ۔ ماہر علم الاغذیہ نے شراب کے متعلق اپنی تحقیقات ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

اس میں کچھ شبہ باقی نہیں رہا کہ شراب درحقیقت ایک سخت زہر ہے جو باریک ریشوں کو تباہ کر دیتا ہے۔"

شراب ام الخبائث ہے

اخبار الحکم قادیان ۲۱ جون ۱۹۲۵ء کے صفحہ ۹ پر ہے۔

"شراب جوام الجرائم اور ام الخبائث ہے اس کی یورپ میں اس قدر کثرت ہے کہ اس کی نظیر دوسرے ملک میں نہیں ملتی۔"

انجیل برنباس میں بریت عیسیٰؑ

انجیل برنباس (مطبوعہ ۱۹۱۶ء حمید یہ سٹیم پریس لاہور) کی پہلی فصل، صفحہ ۲۔ آیت ۸ و ۹ میں ہے۔

"تب فرشتہ نے کہا تو اسی کے ساتھ حاملہ ہو جا جس کو آئندہ یسوع کے نام سے پکارے گی پھر اس کو شراب نشہ لانے والی چیز اور ہر ایک ناپاک گوشت سے باز رکھ کیونکہ بچہ اللہ کا قدوس ہے۔"

نوٹ:۔ انجیل برنباس وہ کتاب ہے جس کو مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب سرمہ چشم آریہ۔ کشف الغطاء۔ مسیح ہندوستان میں۔ تریاق القلوب۔ چشمہ مسیحی۔ تصدیق النبی میں معتبر مانا ہے۔ ......

یہودیت
یہود نامسعود کی بکواس

رسالہ کسر صلیب نمبر ا صفحہ ۲۲ + ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ دسمبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۳۲ + ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۰۰ پر ہے۔

"یہودیوں نے اسے مے خوار یعنی شرابی کہا۔"

مرزائیت

رسالہ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب کے صفحہ ۳۰ پر ہے۔

(۱) "یسوع کا شرابی کبابی ہونا تو خیر ہم نے مان لیا۔"

(۲) کتاب کشتی نوح کے صفحہ ۶۵ کے حاشیے پر ہے۔

"عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔"

دشمن کی بات معتبر نہیں

کتاب اعجاز احمدی کے صفحہ ۲۵ پر ہے۔

"جو بات دشمن کے منہ سے نکلے وہ قابل اعتبار نہیں۔"

انجیل متی میں دشمنوں کا قول

انجیل متی باب ۱۱ درس ۱۸ و ۱۹ میں لکھا ہے۔

"اور وہ کہتے ہیں کہ اس پر ایک دیو ہے۔ ابن آدم کھاتا پیتا آیا۔ اور وہ کہتے ہیں کہ دیکھو ایک کھاؤ اور شرابی اور محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا یار پر حکمت اپنے فرزندوں کے آگے راست ٹھہری۔"

انجیلوں میں الفاظ "انگور کا رس" نہ کہ شراب

انجیل متی باب ۲۶۔ درس ۲۹ + انجیل مرقس باب ۱۴۔ درس ۲۵ + انجیل لوقا باب ۲۲ درس ۱۸ میں ہے یسوع نے کہا

"میں تم سے کہتا ہوں کہ انگور کے پھل کا رس پھر نہ پیوں گا اس دن تک تمہارے ساتھ اپنے باپ کی بادشاہت میں نیا نہ پیوں۔"

نوٹ۔ اس جگہ انگریزی انجیل میں الفاظ ہیں۔ FRUIT OF VINE

ایک لفظ WINE (وائن) ہے اس کے معنی شراب ہیں۔ دوسرا لفظ VINE (وائن) ہے جس کے معنی انگور ہیں۔ انجیل انگریزی میں اس مقام پر لفظ WINE نہیں ہے۔ اگر کوئی مرزائی یہ کہے انجیل یوحنا کے باب ۲ میں لکھا ہے کہ یسوع نے قانائے جلیل میں ایک شادی کے موقعہ پر پانی سے شراب بنادی تھی تو عرض یہ ہے کہ وہاں یہ نہیں لکھا ہے کہ یسوع شراب پیا کرتے تھے۔

سخت بیہودہ اور شرمناک امر

اخبار فاروق مورخہ ۱۴ اپریل و ۷ مئی ۱۹۳۰ء کے صفحہ ۶ میں بائبل کتاب پیدائش باب ۹ ورس ۲۰ تا ۲۴ کا حوالہ دیتے ہوئے زیر عنوان "خدا کے پاک نبیوں پر باٹبل کے ناروا الزامات" لکھا ہے۔

"خدا کے پاک نبی حضرت نوح علیہ السلام پر مے نوشی کا الزام لگانا سخت بیہودہ اور شرمناک امر ہے۔ بھلا وہ شخص جو خود نشے میں چور ہو کر اپنے آپ کو بھول جاتا ہو دوسروں کی کیا اصلاح کریگا۔"

غرض جلیب۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا خدا کے پاک نبی حضرت عیسیٰؑ کی نسبت یہ لکھنا کہ وہ شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے (کشتی نوح صفحہ ۶۶ کا حاشیہ) سخت بیہودہ اور شرمناک امر ہے بھلا وہ شخص جو خود پرانی عادت میں مبتلا ہو وہ دوسروں کی کیا اصلاح کرے گا۔

جاہل مسلمان کا کام

بعض دفعہ مرزائی لوگ یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ چونکہ عیسائی پادریوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے اس لئے مرزا صاحب نے بعض جگہ الزامی طور پر حضرت عیسیٰؑ کی نسبت سخت الفاظ لکھے ہیں۔ سو اس کے جواب میں مرزا صاحب کا کلام مندرجہ کتاب تبلیغ رسالت جلد دسویں صفحہ ۱۲۳ ذیل میں لکھتا ہوں۔ ذرا غور سے پڑھیئے۔ مرزا صاحب نے فرمایا۔

"بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بد زبانی کے مقابل پر جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔"

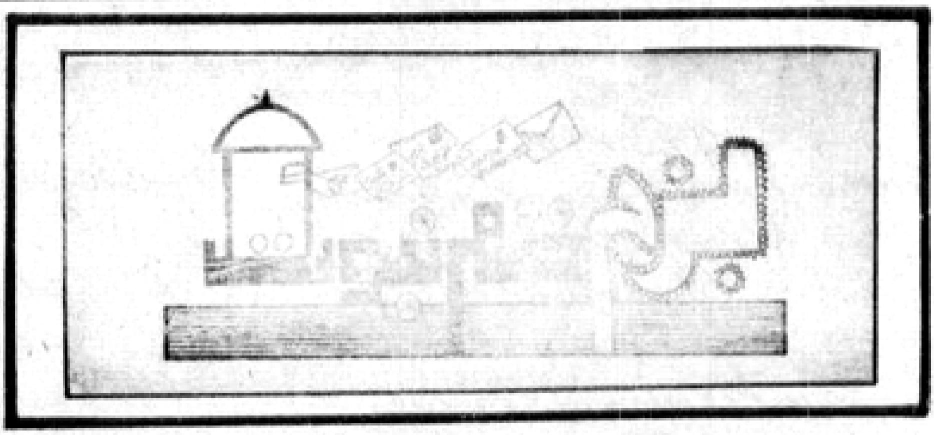

نوراً پڑھ ڈالتا ہوں

محمد عارف مہدی ...... نہنگ سرگودھا

آپ کی طرف سے بھیجے ہوئے "پرچہ جات" اب باقاعدگی کے ساتھ مل رہے ہیں۔ اس میں تمام ادارے کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور میری یہ دعا ہے کہ خداوند ذوالجلال اس نیک کام میں توسیع فرمائے مجھے ہر ہفتے بڑی بے قراری رہتی ہے۔ اور جس وقت "ہفت روزہ ختم نبوۃ" ملتا ہے۔ آن کی آن میں اس کو پڑھ ڈالتا ہوں ہم نے ایک انجمن (تنظیم) بنائی ہے۔ اس کا نام "انجمن اصلاح نوجوانان مسلم" رکھا ہے۔

خدا کے فضل و کرم سے یہ تنظیم اپنی مدد آپ کے تحت معرض وجود میں آئی ہے۔ ہمارے معاشرے اور ہمارے شہر میں خاص طور پر نشہ، عیاشی پرستی اور وڈیو جیسی لعنتیں زور پکڑ رہی ہیں مزید براں نئی نسل اس میں اندھا دھند ملوث ہو رہی ہے اور ہمارے شہر میں قادیانیوں کا زور تو نہیں چلتا۔ لیکن وہ پھر بھی بھولے بھالے مسلمانوں کو اس اندھیرے میں لانے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں اس لئے ان کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اور بتائے ہوئے اصولوں پہ چلنے اور انہیں اسلامی تعلیم حاصل کرنے کے لئے تبلیغ کی جاتی ہے۔

ہماری تنظیم کے ممبران حضرات کوئی عالم نہیں ہیں آپ لوگوں کی رہنمائی کی بے حد ضرورت ہے اور اس کے لئے کتابوں یعنی اسلامی کتابوں کی اشد ضرورت ہے۔ ہماری درخواست تمام عالم اسلام کے لئے ہے کہ وہ ہماری رہنمائی اور حوصلہ افزائی فرما کر شکریہ کا موقع دیں ہماری دعا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو قائم و دائم رکھے (آمین)

ظلم و زیادتی

سیف اللہ طارق چانڈیوالی

آنحضرتؐ نے فرمایا۔ "تم اپنے بھائی کی مدد کرو۔ خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم"

صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر وہ مظلوم ہے تو اس کی مدد کی جا سکتی ہے۔ مگر ظالم کی مدد کیوں کر کی جائے؟"

آپؐ نے فرمایا "اس کی (ظالم) مدد یہ ہے کہ اسے ظلم سے روکا جائے"

حضور سرور دو عالمؐ نے فرمایا۔ "مظلوم کی بد دعا سے بچتے رہنا چاہیئے۔ کیوں کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا"

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا "ظالم کو خدا مہلت دیتا ہے۔ جب اس کو پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں"

اس لئے ہمیں کسی پر بھی ظلم و زیادتی سے گریز کرنا چاہیئے۔ اور ظالم کے خلاف آواز بلند کرنی چاہیئے۔

۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے مظالم

مرسلہ محمد اجود خان میرانی ــــــ علی پور

۱۔ قیصر التواریخ میں ہے کہ صرف دہلی میں ۲۷ ہزار

مسلمان شہید کئے گئے اور سات دن رات تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

۲۔ انگریزوں نے زندہ مسلمانوں کے جسم پر چربی مل کر زندہ آگ میں جلایا اور پھانسی پر لٹکایا۔

۳۔ پشاور میں صرف بغاوت کے شبہ میں دو سو فوجیوں کو پھانسی دی گئی۔ ۱۰ جون ۱۸۵۷ء کو پشاور ڈپٹی کمشنر ایڈورڈ نے بتایا کہ وفاداری کے باوجود ان کو گرم سلاخوں سے داغا گیا، کوئلوں پر جلایا گیا۔ توپوں پر باندھ کر اڑایا گیا کہ ان کے جسموں کے ٹکڑے دور دور تک پہنچتے تھے۔

۴۔ مسٹر گریٹے نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے کہ صرف دو انگریزوں کے بدلے میں پانچ سو کو قتل کرنا ناقابل معافی جرم ہے۔

۵۔ تھامسن نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے کہ ان بدبخت مسلمانوں کو میں نے عالم نزع میں دیکھا کہ ان کو باندھ کر زمین پر لٹایا گیا اور سر سے پاؤں تک تمام جسم کو گرم تانبے سے داغا گیا۔

(ڈائری مسٹر کوپر ڈپٹی کمشنر امرتسر)

۶۔ وعدہ معافی کے باوجود سنگدل میجر ہڈسن نے تین شہزادوں کو برہنہ کر کے گولیوں سے مار ڈالا اور اُن کی لاشوں کو برسر بازار کوتوالی دروازے پر لٹکا دیا پھر اُن کے خون آلود سروں کو کاٹ کر بادشاہ ظفر کو تھالی میں رکھ کر تحفہ بھیج دیا، جن کو دیکھ کر آپ نے فرمایا، الحمدللہ کہ تیمور کی اولاد جب بھی باپ کے سامنے آتی ہے سرخرو ہو کر آتی ہے۔ جس میں خون کی سرخی کی طرف اشارہ تھا بقیہ شاہی خاندان کے ۲۹ افراد کو پھانسیاں دی گئیں اور بہادر شاہ ظفر کو ۵ نومبر ۱۸۵۸ء میں سولہ مرد و زن کے ساتھ رنگون بھیج دیا گیا۔ جہاں پر انہوں نے ۷ نومبر ۱۸۶۲ء میں بحالت تنہائی وفات پائی۔ اُن کا اپنا شعر ہے۔

شاہوں کے مقبرے سے الگ دفن کیجیو
ہم بے کسوں کو گورِ غریباں پسند ہے

۷۔ اس جرم جہاد میں مولانا محمد باقر کو گولی سے اُڑا دیا گیا اور سارا سامان لوٹا گیا۔

۸۔ مولانا محمد جعفر کو ۸ بجے صبح سے ۸ بجے شام تک بید زنی کی سزا دی جاتی تھی کہ وہ اپنے رفقاء کے نام بتلائے لیکن آخر دم تک وہ انکار پر قائم رہے پھر موت کی سزا دی گئی جس پر وہ بے حد خوش ہوئے انگریز افسر نے یہ دیکھ کر کہا کہ ہم آپ کو آپ کی پسند کی سزا نہیں دیں گے جس پر سزائے موت حبس دوام میں تبدیل کی گئی

۹۔ اکابرین دیوبند میں سے جو اہم ہستیاں اس جہاد میں شریک تھیں۔ ان میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، مولانا رشید احمد گنگوہی مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند بھی تھے۔ حضرت حاجی صاحب خفیہ طور پر ہجرت کر کے مکہ معظمہ پہنچے۔ مولانا گنگوہی قید ہو کر رہا ہوئے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی بچ گئے پولیس چھاپے مارنے کے باوجود عاجز رہی۔

بہادر قیدی

از: حافظ عبدالمجید، منڈیکے گورایہ

تحریر:۔۔۔۔ حافظ عبدالمجید منڈیکے گورایہ

قادسیہ کے مقام پر مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان جنگ ہو رہی تھی۔ ایران کے پاس لاکھوں سپاہی تھے۔ جو بہترین جنگی سامان سے لیس تھے۔ اس کے پاس کئی نامور پہلوان اور بالخصوص ہاتھیوں کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ مسلمان اپنے وطن سے ہزاروں میل دور نسبتاً کم فوج اور کم تر درجہ کے ہتھیاروں سے میدان جنگ میں اُتر آئے ان کے پاس ایمان کی دولت تھی۔ اسلامی فوج کے سپہ سالار سعد بن وقاصؓ مانے ہوئے بہادر اور شجاع تھے۔ جنگ کے اصولوں پر بھی آپ کافی مہارت رکھتے تھے لیکن اس دوران بیماری کی وجہ سے میدان جنگ میں عملاً حصہ نہ لے سکے ایک قلعہ کی چھت پر بیٹھے جنگ کا نظارہ کر رہے تھے اور اپنی فوج کو ہدایات بھی دیتے جا رہے تھے دوسری طرف ایرانی فوج کا سپہ سالار رستم ایک زریں خیمہ میں بیٹھا اپنی فوج کی کمان کر رہا تھا اسلامی فوج میں ابو محجن ثقفی عرب کے ایک مشہور شاعر اور بہادر نوجوان تھے جنہوں نے حال ہی اسلام قبول کیا تھا۔ لیکن ان پر زمانہ جہالت کی کچھ برائی چھائی ہوئی تھی ایک دن اس نے شراب پی لی سعدؓ کو معلوم ہوا انہوں نے ابو محجن کو قید کر دیا۔ ایرانیوں اور مسلمانوں میں بڑے زور و شور سے جنگ جاری تھی اور فیصلہ نہ ہو پاتا تھا چھت پر سے سعد ہدایات دے رہے تھے اور نیچے قیدی ابو محجن پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ کسی ضرورت کے باعث حضرت سعدؓ کی بیوی سلمیٰ نیچے آئیں تو ابو محجن نے ان کو پکارا اور درخواست کی کہ خدارا انہیں رہا کر دے اول خدا کرے مجھے شہادت نصیب ہو اور اگر زندہ رہا تو شام کو پھر لوٹ کر بیڑیاں پہن لوں گا۔ سلمیٰ کے لئے یہ بڑا کٹھن مرحلہ تھا انہوں نے سوچا اگر انہوں نے قیدی کو رہا کر دیا اور وہ بھاگ گیا تو کیا ہو گا۔ انہیں خاموش دیکھ کر ابو محجن نے چند دردناک شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے "یہ دکھ میرے لئے بڑا دکھ ہے کہ سوار نیزے چلائیں اور میں قید خانہ میں بیڑیوں میں جکڑا ہوں بیڑیوں کا بوجھ مجھے اُٹھنے نہیں دیتا۔ باہر نکلنے کے دروازے مجھ پر بند کر دیئے ہیں۔ تاکہ میری پکار دوسروں کے کانوں تک پہنچے ان اشعار پر سلمیٰ کا بہت اثر ہوا۔ انہوں نے قیدی کو رہا

پردہ

جو پردے سے رہائی دے رہا ہے
وہ درسِ بے حیائی دے رہا ہے
کہیں مشرق کو لے ڈوبے نہ مغرب
مجھے ایسا دکھائی دے رہا ہے

—— شاہین اقبال آتش کراچی

ذکری ملاں کا علماء کرام کو مناظرے کا چیلنج

عالمی مجلس نے چیلنج قبول کر لیا۔ ذکری ملاں کا فرار

گزشتہ دنوں ذکریوں کے ایک ملاں سید علی شاہ نے تمام مسلمانوں کو مندرجہ ذیل مناظرے کا چیلنج دیا جو پندرہ روزہ قومی آواز میں شائع ہوا جس کا متن یہ ہے۔

جناب ایڈیٹر قومی آواز

چند بلوچ علماء دین کی جانب سے اخبارات میں ہمارے فرقے ذکریوں مسلمانوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ہم مسلمان نہیں ہیں۔ بلکہ کچھ تو ہمارا شمار کافروں میں کرتے ہیں؟

حالانکہ ہم ملت ابراہیمی سے روگردان نہیں ہیں اگر ایسا ہوتا تو حکومت نے ہمیں بھی قادیانیوں کی طرح غیر مسلم قرار دیا ہوتا اور ہمارے ذکرخانے بند کئے جاتے۔ پھر بھی علماء دین ہمیں مسلمان تصور نہیں کرتے تو ان سے قرآن کریم کی رو سے بحث و مباحثہ اور مناظرہ کے لئے میں تیار ہوں۔ تاکہ ہم بلوچوں میں اتفاق اور اتحاد قائم رہ سکے کیونکہ مسلمان ہوتے ہوئے عقائد میں اختلاف کے باوجود ہم نسلی طور پر بلوچ بھی ہیں اور پھر ذکر کو تو اللہ تعالیٰ بھی جائز قرار دیتا ہے۔

فقط

سید علی شاہ

ذکری ملاں کے اس چیلنج کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے قبول کیا لیکن ذکری ملاں راہ فرار اختیار کر گیا اور اعلان کے باوجود میدان میں نہ آیا اس سلسلہ میں عالمی مجلس کا ایک وفد کمشنر مکران سے ملا جس کی تفصیل یہ ہے۔

۲۰ دسمبر ۱۹۸۹ء کو مکران ڈویژن کے صدر مقام تربت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مکران کے زیر اہتمام ایک نمائندہ وفد نے کمشنر مکران سے ملاقات کی جس کی قیادت مولانا رحمت اللہ پنجگوری نائب صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان نے کی۔ موضوع گفتگو از اول تا آخر مسئلہ ذکریت رہا۔ تقریباً دو گھنٹے تک مذاکرات کا دور چلا۔ دریں اثناء ہزاروں مسلمانوں کا ہجوم کمشنری کے ارد گرد جمع تھا۔

یاد رہے کہ چند ہفتہ قبل ایک ذکری نام نہاد ملاں سید علی نے عالم اسلام کو مناظرے کا چیلنج دیا تھا۔ جس کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور دیگر علماء کرام نے قبول کر لیا۔ کمشنر مکران کی وساطت سے ۲۰ دسمبر ۱۹۸۹ء مناظرے کی تاریخ مقرر کی گئی تھی۔ اسی بنیاد پر علماء کرام اور معززین شہر نے کمشنر مکران سے ملاقات کی۔ ڈی سی تربت اور ڈی سی پنجگور بھی اس سلسلے میں موجود تھے۔ مگر باوجودیکہ تاریخ مقرر کی گئی تھی مگر ذکری ملاں مناظرے کے لئے نہیں آیا انہوں نے دو ہفتہ کی مہلت کے باوجود راہ فرار اختیار کر لی۔ عام مسلمان یہی سمجھتے ہیں کہ ان کو روپوش کر دیا گیا ہے۔

وفد نے ذکری مسئلہ کے نشیب و فراز سے کمشنر مکران کو آگاہ کر دیا اس سلسلے میں خفیہ کارفرما ہاتھوں کی نشاندہی کی گئی۔ وفد نے کمشنر صاحب کو یاد دلایا کہ اگر مسئلہ کی نزاکت کو نہ سمجھا گیا تو اس کے خطرناک اور سنگین نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ کمشنر مکران اور ان کی ٹیم نے بھی حالات کی نزاکت کا احساس کیا۔ انہوں نے وفد کو تعاون کی یقین دہانی کرائی اور وفد سے مسئلہ کو سلجھانے کے لئے چند ایام کی مہلت مانگی۔ وفد نے کمشنر مکران کے مطالبہ پر انہیں چند ایام کی مہلت دے دی کہ وہ ملا سید علی کو مناظرہ کے لئے حاضر کرے۔ بصورت دیگر ذکری مذہب کے باقی رہنما اور مذہبی پیشواؤں کو علماء اسلام سے مناظرے کیلئے آمادہ کر دے۔

آخر میں کمشنر صاحب نے جلوس کی شکل میں موجود ہجوم کے پاس آکر خود وعدہ کیا کہ میں ہر قیمت ذکری ملاں کو مناظرہ کے لئے حاضر کر دوں گا۔

وفد کے اراکین میں مولانا عبدالغفار صاحب رکن شوریٰ ختم نبوت، مفتی احتشام الحق آسیا آبادی، جوائنٹ سیکرٹری مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان، مولانا محمد الیاس صاحب رکن شوریٰ، حاجی منیر احمد صاحب، حاجی ابراہیم دشتی اور دیگر علماء اور معززین شہر شامل تھے۔

دریں اثناء باہر جمع شدہ ہجوم کی قیادت قاری فضل الرحمٰن فاروقی صاحب مبلغ ختم نبوت مکران کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنے بعض دیگر رفقاء کی معیت میں اس پر ہجوم اجتماع کو انتہائی خوش اسلوبی سے کنٹرول کر کے ناموس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی کا حق ادا کر دیا۔ انہوں نے مسلمانوں کو یقین دلایا کہ جب تک علاقے میں ذکریت کا خاتمہ نہ ہو گا۔ وہ چین سے نہ بیٹھیں گے۔ بعد میں عوام کی ایک کثیر تعداد نے مدرسہ اشاعت التوحید والسنۃ تربت میں جمع ہو کر یقین دلایا کہ وہ ناموس رسالت کی حفاظت کی خاطر اپنے خون کا آخری قطرہ بہا دیں گے۔

حافظ آباد میں رد مرزائیت پر اجتماع

مجلس تحفظ ختم نبوت حافظ آباد کی طرف سے ردِ مرزائیت کے سلسلہ میں ایک اجتماع جامع مسجد حضوری محلہ بہاولپوریاں ہوا۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا خدا بخش اور حافظ عبدالوہاب جالندھری نے خطاب کیا۔ انہوں نے عقیدہ ختم نبوت کی روشنی میں قادیانی سرگرمیوں کا محاسبہ کیا کثیر تعداد میں عوام شامل ہوئے۔

ٹی آئی کالج کے لیکچرار کو علماء دین کی توہین کرنے پر معطل کیا جائے

فیصل آباد (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولانا فقیر محمد نے وزیر اعلیٰ پنجاب، صوبائی وزیر تعلیم و سیکرٹری تعلیم پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں شعبہ عربی کے لیکچرر سلیم بھٹی کے خلاف مسلمان علماء کرام اور مسلمانوں کی توہین کرنے پر مقدمہ چلانے اور معطل کر کے تبدیل کیا جائے اسی طرح گورنمنٹ ٹی آئی ہائی سکول ربوہ کے ہیڈ ماسٹر فیض خان کو مذہبی فرقہ بندی کو ہوا دینے کے الزام میں بلاتاخیر تبدیل کیا جائے انہوں نے کہا کہ ۱۸ دسمبر کو کالج میں طلبہ کو لیکچر کے دوران سلیم احمد بھٹی لیکچرر نے کہا کہ مرزائی مسلمانوں سے بہتر ہیں اور مسلمان علماء سوء ہیں قادیانیوں کے مربی اور علماء خیر ہیں۔ جس پر مسلمان طلبہ نے احتجاج کیا اور اگلے روز پھر احتجاج ہوا اور لیکچرر کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا گیا جس پر لیکچرر چھٹی لے کر بھاگ گیا ہے کالج پرنسپل کمزور آدمی ہے جبکہ سلیم بھٹی لیکچرر قادیانی لیکچرر کے پاس رہتا ہے یہ قادیانیوں کی گہری سازش ہے اور ڈائریکٹر کالج نے بھی متعلقہ لیکچرر کے خلاف تاحال تادیبی کارروائی نہیں کی ہے۔ جبکہ ٹی آئی ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر نے شیعہ سنی مسئلہ پیدا کر رکھا ہے

ایک قادیانی کو بداعمالیوں کی وجہ سے پی ڈبلیو ڈی سے تبدیل کر دیا گیا

اسلام آباد (نمائندہ خصوصی) پچھلے دنوں اسلام آباد پاک پی ڈبلیو ڈی میں تنویر قادیانی نے قادیانیت کی تبلیغ کے ساتھ مسلمان ملازمین کو ہراساں کرنا اور مرزا طاہر قادیانی کی تقاریر کی کیسٹ سنانے کی ناپاک کوشش کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے مبلغ مولانا عبدالرؤف الازہری کو اپنے ذرائع سے معلوم ہوا کہ تنویر قادیانی پاک پی ڈبلیو ڈی کو قادیانیت کی آماجگاہ بنانے کی سازش کر رہا ہے تو مولانا عبدالرؤف الازہری اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی مجلس شوریٰ کے رکن مولانا محمد عبداللہ خطیب مرکزی جامع مسجد اسلام آباد اور ختم نبوت یوتھ فورس کے جیالے کارکنوں نے ڈائریکٹر جنرل پاک پی ڈبلیو ڈی سیکرٹری ہاؤسنگ کو ٹیلیگرام دیئے اور ان سے رابطہ قائم کیا سیکرٹری ہاؤسنگ نے اس کی انکوائری کرائی، تو وہ مجرم نکلا اور اسے بجائے ملازمت سے ختم کرنے کے کوئٹہ تبدیل کر دیا گیا۔ مولانا عبدالرؤف الازہری اور مولانا محمد عبداللہ، محمد اشرف فریدی، حافظ محمود الحسن نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ایسے بدعنوان اور بداعمال افسر کو تبدیل کرنا کافی نہیں بلکہ ملازمت سے ختم کیا جائے۔ واضح رہے کہ تنویر قادیانی کی کوئٹہ میں تبدیلی کی پیشگی اطلاع مولانا عبدالرؤف الازہری نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کو دے دی ہے۔

عالمی مجلس بلوچستان کے خصوصی سرپرست حاجی ملک دین کا انتقال

کوئٹہ قبائلی رہنما اور تاجر حاجی ملک دین دو ماہ کی علالت کے بعد انتقال کر گئے مرحوم کو آبائی گاؤں فاطمہ خیل نوحہ میں سپرد خاک کر دیا۔ تجہیز و تکفین اور تدفین کے بعد ان کے صاحبزادے کوئٹہ پہنچ گئے جن میں اعلیٰ سرکاری حکام قبائلی معتبرین سیاسی رہنماؤں اور علماء کرام نے اظہار تعزیت کیا مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے امیر مولانا محمد منیر الدین جامع مسجد مرکزی کے خطیب مولانا عبدالواحد، مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حاجی سید شاہ محمد، حاجی عبدالمنان بڑیچ حاجی سید سیف اللہ آغا، حاجی تاج محمد فیروز، حافظ محمد انور مندو خیل حاجی نسیم خان، حاجی نعمت اللہ اور دوسرے رہنماؤں نے مرحوم کے صاحبزادوں سے اظہار تعزیت کیا اور بلندی درجات کے لیے دعا کی، حاجی ملک دین انتہائی خاموش طبع اور دیندار شخصیت کے مالک تھے وہ خاموشی کے ساتھ دینی اداروں کی مدد کرتے تھے مجلس تحفظ ختم نبوت کی خصوصی طور پر سرپرستی کرتے تھے مرحوم کی وفات سے دینی حلقوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہنگامی اجلاس میں مرحوم کی وفات پر قرارداد تعزیت منظور کی گئی اور دعائے مغفرت کی گئی۔

مسجد ختم نبوت کی بازیابی کے سلسلہ میں امیر مجلس ڈیرہ اور پانچ طلباء کی گرفتاری۔ مسجد پر پولیس نے کنٹرول کر لیا

ڈیرہ اسماعیل خان کمشنری بازار میں واقع ”مسجد ختم نبوت“ کی بازیابی کے سلسلہ میں گزشتہ کئی سالوں سے جدوجہد شروع ہے مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ کے فیصلوں کے مطابق امیر مجلس ڈیرہ قانونی چارہ جوئی میں مصروف تھے کہ اچانک محکمہ متروکہ وقف املاک کے پٹواری حق نواز اور چیئرمین شاہ نواز نے سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت ڈیرہ کی فضاء کو مکدر کرنے کے لیے مسجد ختم نبوت کا بورڈ جس پر حدیث ”انا خاتم النبیین لا نبی بعدی“ مندرج تھی مسجد کے مین گیٹ سے اتار کر پھینک دیا اور مسجد کو تالا لگا دیا۔ جس پر مسلمانان ڈیرہ نے بھرپور احتجاج کیا۔ اور دو نوں مسلم توہین کے مقدمہ میں گرفتار ہوئے۔ اگلے روز گومل یونیورسٹی اور کالجز کے طلباء و جمعیت طلباء اسلام نے مسجد کو اپنی تحویل میں لے لیا اور مسلسل پانچ یوم تک نماز پنجگانہ باجماعت نماز جمعہ اور محفل حسن قرأت کے پروگرام ہوتے رہے۔ اسی روز حق نواز پٹواری نے پانچ طلبہ الٰہی بخش حاکم، افتخار احمد، ذکی محمد، انعام اللہ شیدائی، دوست محمد، اور محمد ریاض الحسن گنگوہی و محمد شعیب کے خلاف مقدمہ کرایا اور اس دوران سی ڈکشن کمیٹی رحمت علی اور دین محمد نام بھی غلط طور پر لکھوائے یہ رپورٹ جھوٹ پر مبنی تھی۔ اس پر محمد ریاض الحسن اور شعیب کو جیل بھیج دیا گیا اور دیگر حضرات کی انہی دفعات میں ضمانت سے مل گئی سو روز بعد جیل سے ضمانت پر رہائی ہوئی۔ پولیس نے دفعہ ۱۴۵ کے تحت مسجد کو اپنے کنٹرول میں لے رکھا ہے مسلمانان ڈیرہ مسجد کو نماز پنجگانہ کے لیے کھولنا چاہتے ہیں جبکہ محکمہ متروکہ اوقاف مسجد ختم نبوت کو دفتر بنانے پر مصر ہے۔ جسکو مسلمان قطعاً برداشت نہیں کریں گے۔ حالات کی سنگینی کے پیش نظر حکومت اور محکمہ متروکہ اوقاف مسجد کو دفتر بنانے سے باز رہے اور مسلمانوں کے حق میں کھول دیں ورنہ حالات کی تمام ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ ان حالات میں کچھ حضرات نے واقعات کے خلاف اپنے مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ یہ مسجد نہیں مندر ہے اس سلسلہ میں فقیہان علماء کرام نے مسجد کے شرعی ہونے پر فتاوے دے دیئے ہیں۔ اور جن لوگوں نے یہ غلط افواہیں پھیلائی ہیں وہ دراصل مرزائیوں کو خوش کرنے کے لئے یہ فعل کر رہے ہیں انہیں چاہیئے کہ دستاویزات اور فتاویٰ کا مطالعہ کر کے بات کریں۔ یہ غلط فعل ختم نبوت عقیدہ سے غداری کے مترادف ہے۔

حاصلپور میں ختم نبوت یوتھ فورس کا قیام

تحصیل حاصلپور میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کے سدباب اور مسلم نوجوانوں پر عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے ”ختم نبوت یوتھ فورس“ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ متفقہ طور پر درج ذیل عہدیداران کا انتخاب ہوا۔ سرپرست حضرت مولانا قاری محمد ادریس صاحب، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حاصلپور، نگران اعلیٰ ذوالفقار علی، صدر محمد

رشید تبسم، نائب صدر، محمد الطاف سحر، جنرل سیکرٹری محمد فاروق عاصم، جوائنٹ سیکرٹری ریاض احمد یونس سیکرٹری ذوالفقار علی قائم خانی، فنانس سیکرٹری محمد الیاس صابر۔

تعالٰے مراد نبی و داماد علی کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب

مرزا طاہر نے ربوہ کا ہیڈ کوارٹر لندن سے منتقل کر دیا
تمام مرکزی عہدیدار ختم کر دیئے۔ مولوی فقیر محمد کا انکشاف

فیصل آباد (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے انکشاف کیا ہے کہ مرزا طاہر ہیڈ آفس ربوہ مقیم لندن نے صدر انجمن احمدیہ عالمگیر ربوہ کو توڑ کر اس کا نام صرف انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان رکھ دیا ہے اور ہیڈ کوارٹر ربوہ سے لندن باقاعدہ منتقل کر لیا ہے اور تمام مرکزی عہدیدار بھی ختم کر دیئے ہیں۔ اب ربوہ کی جماعت ذیلی تنظیم ہو گی جیسا کہ بھارت میں ہے۔ مجلس انصار اور مرکزی، تحریک جدید مرکزیہ، لجنہ اماء اللہ مرکزیہ وغیرہ کے عہدیدار اب مرکزی نہیں لکھ سکیں گے قائم مقام صدر مرزا منصور اب صرف ناظر اعلیٰ پاکستان کہلائیں گے۔ یاد رہے کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس مجریہ ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کے نفاذ کے بعد گرفتاری کے خوف سے مرزا طاہر یکم مئی ۱۹۸۴ء کو پاکستان سے خفیہ طور پر بھاگ کر لندن چلا گیا تھا۔ اب بھی مرزا طاہر کے خلاف پاکستان میں کئی مقدمات درج ہیں اور وہ پاکستان نہیں آسکتا۔

بقیہ:۔ بزم

دیا۔ ابو محجن نے رہا ہوتے ہی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے سفید گھوڑے پر سوار ہو کر تلوار ہاتھ میں لی اور میدان جنگ میں کود پڑے ان کی تلوار بجلی کی طرح تڑپتی اور ایرانیوں کو خاک و خون میں تڑپاتی رہی۔ وہ جس طرف رخ کرتے دشمن کے چھکے چھوٹ جاتے۔ ان کے ان بے مثل حملوں نے مسلمانوں میں ایک نیا ولولہ اور جوش پیدا کر دیا ابو محجن کے نیزوں نے کئی ہاتھیوں کو ادھ موا کر دیا تھا انہوں نے پلٹ کر اپنی ہی فوج کو روند ڈالا۔ حضرت سعدؓ قلعے کی چھت پر بیٹھے لڑائی کا نظارہ کر رہے تھے کہ یہ کون بہادر ہے جو اس جرأت سے ایرانیوں پر حملے کر رہا ہے سب سے زیادہ تعجب یہ تھا کہ سوار کے حملے کا انداز ابو محجنؓ جیسا تھا اور گھوڑا اپنے گھوڑے سے ملتا جلتا تھا۔ مگر پھر سوچتے کہ ابو محجن تو قید ہے اور میرا گھوڑا اصطبل میں بند ہے شام ہونے سے پہلے ہی ایرانی میدان چھوڑ کر بھاگ گئے ان کا سپہ سالار رستم مارا گیا۔ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوتی مگر کوئی بھی اس بہادر شخص کو نہیں جانتا تھا کیونکہ اس نے اپنے منہ پر کپڑا لپیٹا ہوا تھا۔ ہر کوئی اس بہادر شخص کا معترف تھا۔ جنگ ختم ہوتے ہی قیدی نے اپنے آپ کو سلمیٰؓ کے سامنے پیش کر دیا انہوں نے اسے قید خانے میں ڈال دیا۔ شام کے کھانے پر حضرت سعدؓ نے نوجوان کی بہادری کی تعریف کی اور کہا کہ مجھے اس کے بارے میں بتائے تو میں اسے بیش بہا انعام دوں آپؓ کی بیوی نے کہا اگر خطا معاف ہو تو میں اس بھید کو ظاہر کرتی ہوں حضرت سعدؓ نے بے قراری سے پوچھا کیا تم جانتی ہو کہ وہ بہادر شخص کون ہے۔ بیوی نے کہا کہ وہ آپ کا قیدی ابو محجنؓ ہے پھر قیدی کا سارا واقعہ سعدؓ کو سنایا یہ سن کر حضرت سعدؓ بہت خوش ہوئے اور افسوس کیا کہ کیوں ابو محجن کو قید کیا۔ فوراً ان کی رہائی کا حکم دیا اور انہیں اپنے پاس بلا کر شفقت اور پیار کا اظہار کیا ابو محجن ندامت کے مارے زمین میں گڑے جا رہے تھے انہوں نے پکا ارادہ کر لیا کہ اب کوئی بھی خلاف اسلام حرکت نہیں کریں گے۔

بقیہ:۔ فاروق اعظمؓ

میں ان کا القا فرمایا ہے کرامتؒ جمال الاولیاء صـ ۶۹ میں حکیم الامت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ یحیٰ بن ایوب خزاعی سے روایت ہے کہ فاروق اعظمؓ ایک نوجوان کی قبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا اے فلاں اللہ تعالٰے کا فرمان ہے کہ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ کیا اللہ تعالٰے نے تجھے بھی دو جنتیں عطا فرمائی ہیں قبر سے نوجوان نے جواب دیا۔ ہاں اے عمر اللہ تعالٰے نے مجھے خوف خدا کی وجہ سے دو جنتیں عطا فرمائی ہیں اللہ

بقیہ:۔ بایزید انصاری

میں باری تعالٰی نے ارباب ایمان سے خطاب کر کے فرمایا کہ جس طرف تم نے اب رخ کیا ہے ادھر بھی اللہ ہی کا رخ ہے علماء نے فرمایا ہے کہ جس طرح حق تعالٰی کا ادراک کسی بندے سے ممکن نہیں اسی طرح اس کے صفات کی حقیقت بھی فہم انسانی سے خارج ہے۔ بس اس ارشاد سے کہ ادھر بھی اللہ کا رخ ہے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ حق تعالٰی کا کوئی جسم ہے یا اس کی ذات (معاذ اللہ) محیط ہے۔ ایسے مضامین پر بلا اجمال ایمان لانا چاہئے لیکن اس کی حقیقت کو خدائے برتر کے سپرد کر دینا چاہئے۔

بایزید نے غسل جنابت اٹھا دیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ پانی کے ساتھ غسل کرنے کی حاجت نہیں ہوا لگنے سے بدن خود بخود پاک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ چاروں عناصر پاک کرنے والے ہیں۔

اس کا بیان تھا کہ جو کوئی خدا کا اور اپنی ذات کا عارف نہ ہو وہ انسان نہیں بلکہ بھیڑئیے، شیر، سانپ، بچھو وغیرہ درندوں اور موذیوں کے حکم میں ہے۔ ایسے شخص کا مار ڈالنا واجب ہے۔ اور اگر نیک کردار عابد اور نماز گذار ہے تو وہ گائے بکری، بھیڑ کے حکم میں ہے اس کا مار ڈالنا جائز ہے مگر واجب نہیں اگر ایسے شخص کو نظر انداز کر دیا جائے تو کوئی گناہ نہیں۔

یہ تو قول تھا لیکن عمل یہ تھا کہ اس کے پیرو ہر اس شخص کی لوح ہستی کو جو بایزید کی خانہ ساز نبوت و مہدیت کا منکر ہوتا نقش حیات سے پاک کر دیتے اس اقدام پر بایزید اس آیت سے استدلال کرتا تھا۔

اولئک کالانعام بل ھم اضل
یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔

حالانکہ یہ آیت کفار و مشرکین کے حق میں نازل ہوئی تھی اگر کوئی مسلمان بایزید کے حدود عملداری میں موت کے نقاب میں منہ چھپا تا تو اس کے وارثوں کو اس کا ترکہ نہ دیتا بلکہ متوفی کے وارث اس کے مرید قرار پاتے تھے۔ اور اس ظلم و بیداد کی دلیل جواز یہ بیان کرتا تھا کہ جو کوئی خود شناس نہیں اور حیات

جاوید سے بے خبر ہے وہ مردہ ہے ایسے شخص کے وارث وہ لوگ نہیں ہو سکتے جو خود بھی مردہ ہیں بلکہ اس کی میراث زندہ لوگ (شنیدہ) کو پہنچتی ہے وہ بسا اوقات مسلمانوں پر خود ناشناس ہونے کا فتویٰ لگا کر ملک عدم میں بھجوا دیتا تھا اور اس کی جائداد پر خود قبضہ کر لیتا تھا۔ اور اگر اپنے زعم ناسد میں کسی ہندو کو خود ناشناس پاتا تو خود ناشناس مسلمان پر اس کو ترجیح دیتا

اس نے اور اس کی اولاد نے سالہا سال تک مسلمانوں پر لوٹ مار کا بازار گرم رکھا۔ ڈاکہ زنی اور غارتگری ان کے نزدیک کار ثواب تھا۔ یہ لوگ راستوں میں جس مسلمان کو پاتے لوٹ لیتے۔ بائیزید ایسے مال میں سے خمس نکال کر بیت المال میں جمع کرتا۔ بائیزید کہا کرتا تھا کہ میں خدا ناشناسوں کے قتل کے لئے منجانب اللہ مامور ہوں۔ حق تعالیٰ نے مجھے تین بار حکم دیا کہ ان لوگوں کو قتل و غارت کروں۔ مگر میں نے ہتھیار نہ اٹھائے آخر جب چوتھی مرتبہ یہی حکم ہوا تو مجبوراً جہاد کو مستعد ہوا۔

بائزید کی اولاد، جلالہ کی اکبر شاہی

افواج سے معرکہ آرئیاں

بائیزید اپنے بعد پانچ لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑ کر مرا بیٹوں کے نام شیخ عمر کمال الدین، خیر الدین، جلال الدین اور نور الدین تھا اور بیٹی کو کمال خاتون کہتے تھے۔

بائیزید کے بعد شیخ عمر باپ کا جانشین ہوا۔ پیر روشن کے تمام اصحاب اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور اس کی جمعیت دن بدن بڑھنے لگی چونکہ یوسف زئیوں کے پیشوا اخوند درویزہ تھے اس لئے ان کی اور شیخ عمر کی کچھ زمانہ سے چشمک تھی یوسف زئیوں نے جمع ہو کر دریائے سندھ کے کنارے شیخ عمر پر حملہ کیا۔ اس معرکہ میں شیخ عمر اور اس کے کئی مخلص احباب کام آئے جلال الدین قید ہوا۔ خیر الدین میدان کارزار میں مردہ پایا گیا۔ اور بائیزید کا سب سے چھوٹا بیٹا نور الدین بشت نگر کو بھاگ گیا مگر وہاں کے گوجروں نے اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ اکبر بادشاہ نے جلال الدین اور اس کے تمام متعلقین کو یوسف زئیوں سے لے کر رہا کر دیا۔ جلال الدین وہاں سے فتح پور گیا اور اکبر سے ملاقات کی اکبر اسے جلالہ کہا کرتا تھا۔

جلالہ فتح پور سے واپس آ کر تیراہ کے پہاڑوں میں رہزنی کرنے لگا۔ اور کابل کا راستہ قطعاً مسدود کر دیا۔ یہ دیکھ کر اکبر نے ۹۹۴ھ میں اپنے مشہور سپہ سالار راجہ مان سنگھ کو جو اس کی ایک ہندو بیوی کا بھتیجا تھا چند دوسرے فوجی افسروں کی رفاقت میں جلالہ سے لڑنے کو بھیجا جلالہ کئی سال تک برسر مقابلہ رہا۔ ان محاربات کی تفصیل اکبر نامہ اور منتخب التواریخ وغیرہ کتابوں میں موجود ہے کچھ زمانہ کے بعد جلالہ کا بھائی اکبر پکڑا گیا۔ اکبر نے تادم واپسی اس کو قید رکھا اس کے بعد غزنی میں قوم ہزارہ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اس کا سر اکبر کے پاس بھیجا گیا۔ اس کے بعد بائیزید کا پوتا احداد بن عمر خلیفہ بنایا گیا۔ احداد ۱۰۳۵ھ میں سلطان نور الدین جہانگیر کے لشکر کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس کے مرید کہتے تھے کہ قرآن کی سورۃ قل ھو اللہ احد احداد ہی کی شان میں نازل ہوئی تھی۔ ہزارہا افغان اس کے پیرو تھے۔ پھر احداد کا بیٹا عبدالقادر جانشین ہوا۔ لیکن یہ ترک مخالفت کر کے سلطان شہاب الدین شاہ جہان کے دربار میں حاضر ہوا اور امرائے شاہجہانی میں داخل ہو گیا۔ جلالہ کا ایک بیٹا الہداد شاہجہان بادشاہ کی طرف سے رشید خانی خطاب اور منصب چار ہزاری سے سرفراز ہوا تھا

(دبستان مذاہب ص۳۰۲، ص۲۱۱، وغیرہ)

(آئمہ تلبیس)

بقیہ:۔ تقویٰ

حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاکھوں انسانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "اے لوگو!

خوب سن لو کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی عجمی کو کسی عربی پر کسی سرخ کو کالے پر اور کسی کالے کو سرخ پر کوئی فوقیت نہیں۔ اگر کسی کو فضیلت حاصل ہے تو صرف تقویٰ کے سبب (صحیح بخاری)

حضرت ابوذر غفاریؓ نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمائیے۔

حضورؐ نے جواب دیا۔ میں تمہیں تقویٰ کی تلقین کرتا ہوں۔ کیوں کہ تقویٰ ہر چیز کا نقطہ آغاز ہے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ متقین سے تقویٰ کی فضیلت بیان کرتا ہے۔ قرآن میں کہیں اللہ تعالیٰ تقویٰ کو خوف خدا کا ذریعہ کہتے ہیں۔ اور کہیں آخرت کی کامیابی۔ کہیں خدا کی محبت اور رفاقت الٰہی کا ذریعہ کہا گیا ہے۔ کہیں گناہوں کی معافی کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور کہیں رزق بڑھانے کا۔ کسی مقام پر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو تقویٰ کہا گیا ہے۔ اور ایک مقام پر برکات کا نزول، عزت و تکریم، اور رحمتیں حاصل کرنے کا ذریعہ تقویٰ قرار پایا ہے۔ غرض پوری اسلامی شریعت کا خلاصہ اگر ہم ایک لفظ میں ادا کرنا چاہیں تو وہ لفظ تقویٰ ہے۔

متقین کون ہیں۔ اس کی جامع تشریح قرآن پاک کی سورہ بقرۃ کے آغاز میں دیکھی جا سکتی ہے۔

آخر میں میری تمام مسلمانوں سے پُر زور اپیل ہے کہ وہ آپس میں باہمی تفرقہ بازیاں ختم کرنے کی کوشش کریں۔ اور آپس میں سب برابر ہیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے دل میں رکھیں۔ اور تقویٰ کے حصول کے لیے سرگرداں رہیں۔

آخر میں میری دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو پرہیزگار اور متقی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ:۔ اداریہ

(دیکھئے کلمۃ الفضل وغیرہ) تو ظاہر ہے کہ اس خانے میں وہ اسلام ہی لکھیں گے۔ کیوں کہ ان کے نزدیک یہی اسلام ہے۔ اس لئے مسئلہ اسلام لکھنے سے تو حل نہیں ہوگا۔ بلکہ واضح طور انہیں اس کا جواب دینا ہوگا کہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ اور خود مسٹر نسیم احمد کو یہ اعلان کرنا ہوگا۔ کہ میں نہ تو قادیانی ہوں نہ اس سے منسلک بلکہ تمام اہل اسلام کی طرح مرزا غلام قادیانی اور ان کے تمام ماننے والوں کو (ان کے عقائد کی روشنی میں) غیر مسلم مانتا ہوں۔ اس وضاحت کے بعد ہی نسیم احمد صاحب کی حقیقت کھلے گی۔ کیا طارق رحیم صاحب اس سلسلے میں اپنا موقف پیش کریں گے؟

بقیہ:۔ آپ کے مسائل

س: کیا اسلام میں عورت کی حکمرانی جائز ہے یا ناجائز؟

ج:۔ جائز نہیں:۔ اس مسئلہ میرا رسالہ "عورت کی سربراہی" دیکھ لیا جائے۔

اِحتسابِ قادیانیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما مولانا لال حسین اخترؒ کے چودہ ۱۴ رسائل کا مجموعہ، بہترین جلد، آرٹ پیپر کا رنگین کور، عمدہ کاغذ، لاجواب طباعت کمپیوٹر کتابت، صفحات ۲۸۰ــ جسے عالمی مجلس کے مرکزی شعبہ نشر و اشاعت نے سال ختم نبوت ۱۹۸۹ء کے آخری تحفہ کے طور پر شائع کیا ہے جس میں "مولانا مرحوم" کی کتاب "ترکِ مرزائیت" جو عرصہ دراز سے نایاب تھی، جس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ امام العصر مولانا سید محمد انور شاہ محدث کشمیریؒ نے اپنی آخری تصنیف "خاتم النبیین" میں اس کے حوالہ جات نقل کیے تھے، وہ بھی شاملِ اشاعت ہے، مولانا لال حسین اخترؒ نے زندگی بھر جو کچھ "ردِّ قادیانیت" پر تحریر کیا، ان سب کو اس مجموعہ میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اس کی کل اصل قیمت ساٹھ ۶۰ روپے ہے۔ مگر مجلس نے رعایتی قیمت صرف پچیس ۲۵ روپے میں فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ڈاک خرچ دس ۱۰ روپے کل ۳۵/۰۰ روپے کا منی آرڈر بھیج کر کتاب کو حاصل کرنے کا نادر موقعہ ہے۔ محدود اشاعت ہے۔ آج ہی خریدار بنیں ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔

ترسیل زر کیلئے

ناظم دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت، حضوری باغ روڈ

ملتان، پاکستان، فون نمبر ۴۰۹۷۸